بسم اللہ الرحمن الرحیم

پھر موسموں کے رنگ میں دیکھوں گی خود کو میں
پہلی امید میری قفس سے رہائی ہے

ISBN : 978 969 7430

زیرِ مطالعہ کتاب وشمہ خان وشمہؔ کے ایما پر شائع کی گئی ہے اور اس کے جملہ حقوق اور متن کی تمام تر ذمہ داری انہی کو مستحسن ہے۔ پبلشر یا پرنٹر قطعاً ذمہ دار نہیں۔ ادارہ اردو سخن ڈاٹ کام کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ قارئین تک بہترین اور اغلاط سے پاک ادبی مواد پہنچایا جائے اور اس ضمن میں ہر امکانی کوشش کو بروئے کار لایا جاتا ہے تاہم غلطی کی نشاندہی کا خیر مقدم کیا جاتا ہے تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی درستی کی جائے۔ (ادارہ)

(اردو شعری مجموعہ)

قفس

وشمہ خان وشمہ

urdusukhan@urdusukhan.com   www.urdusukhan.com

اردو سخن

آرٹ لینڈ، گرلز کالج روڈ، اردو بازار چوک اعظم (لیہ) فون: 0302-7844094

اسٹاکسٹ: ادارہ فکر و دانش، الحمد پلازہ، اردو بازار لاہور

قفس

وشمہ خان وشمہؔ

پنجاب۔پاکستان

اُردو سخن

استحقاق: تمام تصرفات ”وشمہ خان وشمہؔ“ کی تحویل میں ہیں

ناشر: اردو سخن ڈاٹ کام، پاکستان

نمودِ اول: 2021ء

کمپوزنگ: محمد شہریار ناصر

سرورق: ناصر ملک

طباعت: شیرِ ربانی پریس، ملتان

قیمت: 400روپے (30یورو، 35ڈالر)

اُردو سخن

آرٹ لینڈ، گرلز کالج روڈ، اردو بازار چوک اعظم (لیہ) فون: 0302-7844094

اسٹاکسٹ: ادارہ فکرو دانش، الحمد پلازہ، اردو بازار لاہور

انتساب

جو اس دنیا میں نہیں ہیں

زیتون النساء مرحومہ

زیب النساء مرحومہ

مہر النساء مرحومہ

شمیم اختر مرحومہ

ممتاز یوسف مرحومہ

اور

رخسانہ امتیاز مرحومہ

کے نام!

فہرست

پیش لفظ	وشمہ خان وشمہ	12

جہانِ غزل:

بتاؤں کس طرح تم کو وطن کا حال مت پوچھو	15
فکرِ سود و زیاں میں زندہ ہوں	17
ہجومِ شوق میں اندر کا حال میں نے دیا	18
درد ہاتھوں کی ہتھیلی پہ جو تحریر کیا	20
پہلے توڑا تو بنایا ہے دوبارہ مجھ کو	21
یہ بات الگ آپ جو انجان رہے ہو	22
تری تصویر کے ٹکڑے کیے ہیں	24
اب جو صحرا میں ڈھل رہی ہوں میں	26
دشمنوں کی نگاہ میں بھی نہیں	27
یہ نہ سوچا تھا کبھی دل کے اجالے جائیں	28
ہر در دکا ہے رنگ عیاں میرے مکاں میں	29
تمنا حامیوں سے بچ رہی ہے	30
یوں دیکھنے کو آنکھ مری اشکبار تھی	31
نہ ہم سے ملنا کبھی بھی پیام چھوڑ گئے	32
سبھی رستے یہاں کھوئے ہوئے ہیں	34
چاہتوں کے یقیں پہ رک جاتے	35
ہنر بھی سوچے گئے احترام سوچے گئے	36

آنکھوں کی سرزمین سے کوئی گزر نہیں 37
یہ جرم بھی میں نے کیا ہے، قصور میں نے کیا 38
کر کے نفرت کا وہ سامان اگر جائیں گے 39
ہاں پہلے غالبؔ تھی، میرؔ ہو گئی ہوں میں 40
کہانی بنتی گئی ہے فسانہ بنتا گیا 41
حریف زندہ رہے یار مر گئے میرے 42
میرے سر پر ہے آسماں خاموش 44
جرمِ وفا سے بولئے انکار کیا کریں 45
کنکر سے مری سمت اچھالے بھی نہیں ہیں 48
سپرد غیروں کے تو حالات نہیں کر سکتی 49
مجھ کو زیرِ عتاب ہونا تھا 50
بن کے دریا جو سمندر میں اچھالے مجھ کو 52
ہاں عشق و وفا و کرم سے گیا وہ 54
کیا ڈھونڈتا ہے تُو بھی زمیں، آسماں کے بیچ 55
سوچا ہے برا، اچھے خیالات سے پہلے 56
روشنی اور اجالوں سے تعارف نہ ہوا 57
کشتی ہے جو دریا میں تو پتوار کہاں ہیں 58
ہونٹوں پہ سجا کر یوں مسکان نکلتے ہیں 59
نکلے گا محبت کا جنازہ جو کہیں پر 60
ان چاہتوں کا چھو لیں پھر آسمان ہم تم 61
بدنام ہو ہی جائیں گے نفرت کی ہار میں 62
دکھ کے دربار کی مجاور ہوں 63
جانتا ہے موت سے ہوں برسرِ پیکار میں 64
تری اپنی مشیت کیا کریں ہم 65

جو آج میرے مقابلے میں کھڑے ہوئے ہیں 66
آنکھوں میں اترا درد تو سارا سمجھ لیا 67
زندگی عشق میں ہجرت کے حوالے کر کے 69
ان کی جانب سے یہ جو برملا اظہار ملا 70
چہرہ بچانے آئے مگر بال جل گئے 71
آؤ نا پھر کہکشاں پر پھول کھلتے دیکھ لو 72
پھر اڑ رہے ہیں یاد کے بادل ہوا کے ساتھ 73
وہ بندہ بزم میں مسرور بھی ہے 74
اس زیست نے دیکھو نا یہ کیا موڑ لیا ہے 75
نظر نظر میں جو حسن و شباب رہتا ہے 76
نغمے تمام ہجرتوں کے گنگنائیں گے 77
زمانے کی نگہداری سے نکلو 78
ہمارا رتبہ بھی دیکھو کسی سے کم تو نہیں 79
مجھ پہ اترے جو صحیفے ہیں وہ بھاری نکلے 80
تیرے احساس کے جلتے ہوئے صحراؤں کا 81
جاناں! تمہارے عشق پہ تنقید کیا کروں 82
اس زندگی کی راہ میں کوئی دعا کرے 83
میں چھوڑ کے دنیا کو اسے آئی تھی اپنانے 84
اس زندگی کو چھین کے رہرو کہاں گیا 85
دل جلاتے ہیں تو دنیا میں جیا کرتے ہیں 86
پھر آئینہ حیات کو میں نے سجا لیا 87
جیتی نہیں جہان میں اب تو خوشی سے میں 88
میری رہِ حیات کا کچھ تو اصول ہو 89
چل ہو کے محبت میں یک جان نکلتے ہیں 90

کتنے چہرے پہ ڈالے نقاب آدمی 91
سوتے میں زندگی کا سفر دیکھتی رہی 92
آنکھوں آنکھوں میں خواب روتے رہے 93
کیا تماشا ہے کہ ہر شخص تماشائی ہے 94
بجھنے لگا دیا تو جلن اور بڑھ گئی 95
وہ رابطے بھی انوکھے جو آ کے بیٹھے ہیں 96
خمارِ عشق ہے ریگِ تپاں میں زندہ ہوں 97
جانے کو جا چکی ہے کوئی روشنی نہیں 98
قافلہ موجِ یقیں کا جب رواں ہو جائے گا 99
کبھی دعا تو کبھی ہم نے التجا کی ہے 100
اک دشت بے کنار ہے اس میری ذات میں 101
میری آنکھوں میں اب ملال کہاں 102
کہیں راہوں میں یادوں کے خزانے بھول آئے ہیں 103
دشت والوں نہ بحر والوں سے 104
ہجومِ شوق میں خود سے جدا کرے نہ کرے 105
شہ سرخیوں میں خون کی اک دھار دیکھ کر 106
دیکھا جو دورِ پیار کا اک آسماں الگ 107
یہ کارواں جو بنا رہنما کے چلنے لگے 108
ہم جو نگاہِ زیست سے حیران آ گئے 109
کیسے بدلے ہوئے چہرے ہیں یہ انسانوں کے 110
رہنے کو گھر سے نکلی ہوں اب آسمان میں 111
فکرِ ہجر نے کس کے اشارے پہ لکھ دیا 112
یاد رکھتا ہے داستاں کی طرح 113
غمِ محبت کے جزیرے سے یہ کیا لایا تھا 114

شام کے وقت چراغوں کا حوالہ بھی تو ہو 116
آ رہی ہوں دوستو پھر میں نئی رفتار سے 117
عام لوگوں میں کوئی اپنی کہانی بھی نہ کی 118
یہی مقصوم ہے کچھ بھی نہ ہوگا 119
اداس رت کے دو شعر! 120
میرے حصے میں محبت کو خدا نے لکھ دیا 121
سبھی کہتے زمانے میں کوئی انسان اچھا تھا 122
ان کی جانب سے یہ جو برملا اظہار ملا 123
شہر والوں سے ملاقات نہیں ہو سکتی 124
زندگی کے غم کا درماں اور ہے 125
زندگی! یہ بے معانی زندگی 126
جتنا حسن و جمال رکھتی ہوں 127
اب کیا ہوا جو وہ بھی ٹھکانہ بدل گیا 128
شہرت ہے جہاں بھر میں سخاوت نہیں دیکھی 129
دو روز دیک ہو نہیں سکتے 130
میں تو اک نام ہوں محزوف تری محفل میں 131
حُسنِ وفا سے نظریں ہٹا ہی نہ پائے ہم 132
مجھ سے کٹتی ہے کہاں رات بھی، تنہائی بھی 133
زخم کو پھول کہیں نوحے کو نغمہ سمجھیں 134
اے غم کی رات ترا یہ غبار ختم ہوا 136
دیکھے تھے تیرے اور ہی کچھ خواب آج کل 137
ایک دریا وفا کا بہانے کے بعد 138
اب تو بدنام سیاست نہیں دیکھی جاتی 140
کہتے ہیں وہ وفا کو نبھایا نہیں گیا 141

غم ہی غم ہیں خرید کیسے ہوں 142
آ ؤ نا پھر کہکشاں پر پھول کھلتے دیکھ لو 143
کتنا بدلا ہے ایک رات میں تو 144
کبھی اترے گا وہ قسمت کے ستارے لے کر 145
زندگی کے غم کا درماں اور ہے 146
بگڑے ہوئے حالات میں بے نام ونشاں ہوں 147
پھر دل میں جو خوشیوں کا سماں ہو تو بتانا 148
دلربائی نہ دلبری سوچو 149
اب مری آنکھ نم رہے نہ رہے 150
تقاضا اور تھا دل کا مگر یاں ہے یہ تنہائی 151
کیسی رت ہے یہ میری آنکھوں میں 152
اُس بدگماں کو میں نے دیکھا ہے آزما کے 154
گاؤں سارا یہ اجنبی کے بغیر 155
کتنی الجھن میں ہیں پرائے لوگ 156
اس کا کوئی نہیں ملال ہمیں 157
ہے عشق یہ کیا جانا مجھے بھی تو بتا کر 158
آنکھوں سے مری آنسو ہر آن نکلتے ہیں 159
سال بھر دوریوں میں گزرا ہے 160
ذرہ ذرہ درد کی اک داستاں ہونے لگا 161
جس نے راتوں کو بھی دولت کے اجالے دیکھے 162
سنبھلنے دے اے آسماں مجھے تغیرات میں 163

پیش لفظ

شاعری جذبات واحساسات کا اظہار ہے جو درِ کائنات بن جاتی ہے---

شاعری حالات وواقعات کی ترجمان ہوتی ہے معاشرے اور ماحول کی عکاسی کرتی ہے جس میں شاعر رہتا ہے۔صرف فنِ شاعری ہی شاعری کا موجد نہیں بلکہ وہ جذبات جو شاعر کو شعر کہنے پر مجبور کریں،شاعری ہے۔اس کی تعریف ایسے بھی مناسب ہے کہ شاعری ان منظم جذبات کا نام ہے جو فی البدیہہ نازل ہوتے ہیں۔ان جذبات کے اسباب مختلف ہوسکتے ہیں یا پھر، جو ہوجائے وہ شاعری، جو کرنی پڑے وہ تک بندی---

شاعری مختصر الفاظ میں یوں کہہ لیں کہ شاعری انسان کے جمالی احساسات کو پرورش کرنے اور زندہ رکھنے کا ایک موثر ذریعہ ہے جو اسے فطرت کے قریب پہنچا کر سکون دیتی ہے---

شعر و ادب ماحول کا عکاس ہوتا ہے اور ہر دور میں ادب نے ان تقاضوں کو پورا کیا ہے اور آگے بھی کرتا رہے گا۔شاعری میں غزل کو موثر ذریعۂ اظہارِ خیال کہا جاتا ہے---

منیلا کی ہوائیں اور میرے احساسات:

قفس!

یہ میری چھٹی کتاب ہے۔منیلا کی چمکتی دمکتی راتوں سے متاثر ہوکر اس کا نام قفس رکھا ہے۔ یہاں کی اونچی بڑی بڑی عمارتیں جو ساری رات چمکتی دمکتی رہتی ہیں، ٹیرس میں کھڑے ہوکر آپ کے جذبات کو ہوا دیتی ہوا اور آپ کا جسم کسی کی چاہت کا طلب گار ہو تو یہاں کی ہوائیں کبھی تو بہت رومانس بھری ہوتی ہیں کبھی بہت دکھی ---شور مچاتی، چیختی چلاتی ہیں اور اپنا درد سناتی ہیں۔

ان ہی موسموں کو محسوس کرتے ہوئے میری شاعری تخلیق ہوئی۔

مجھے امید ہے کہ اس بار بھی مرے احباب مری کتاب قفس کو پسند کریں گے اور میری حوصلہ افزائی کریں گے۔میں تمام دوستوں کی دل کی گہرائیوں سے مشکور ہوں جو سوشل میڈیا میں میری شاعری کو پسند کرتے ہیں۔

سلامت رہیں خوش رہیں۔

نیک دعاؤں کے ساتھ

وشمہ خان وشمہؔ

قفس!

سوچا ہی تھا کہ قید سے کیسے رہائی ہو
وشمہؔ دوبارہ سامنے صیاد آ گیا

بتاؤں کس طرح تم کو وطن کا حال مت پوچھو
قفس میں رہنے والوں سے چمن کا حال مت پوچھو

کٹے ہوں جس کے بال و پر کبھی ایسے پرندے سے
بھلے سب پوچھ لو لیکن گگن کا حال مت پوچھو

یہ اشکوں کے سمندر جو پسِ مژگاں سنبھالے ہیں
تہہِ آبِ رواں موجوں کے من کا حال مت پوچھو

خبر جو ہے مرے دل کی مرے اشکوں سے تم سن لو
لگی ہے آج جو دل میں اگن کا حال مت پوچھو

مجھے میری محبت کی جو جی چاہے سزا دے لو
گلے لگ کر جو رویا ہے سجن کا حال مت پوچھو

ستاروں کی کبھی آنکھوں میں پڑھنا رازِ دل میرا
وہ دل میں ہے جو پوشیدہ لگن کا حال مت پوچھو

جو دل میں درد اٹھتا ہے تو وشمہؔ شعر ہوتے ہیں
مری غزلوں کی پھر بھی انجمن کا حال مت پوچھو

فکرِ سود و زیاں میں زندہ ہوں
میں بھی تیرے جہاں میں زندہ ہوں

مر گئی ہوں کسی کی صورت پر
قفسِ خوش گماں میں زندہ ہوں

زندہ رکھتی ہوں خود کو تیرے لیے
خلوتوں کے مکاں میں زندہ ہوں

شہر کے لوگ جانتے ہیں مجھے
کوچۂ مہرباں میں زندہ ہوں

آج کل کتنی اضطرابی سے
رونقِ گلستاں میں زندہ ہوں

مر گئے زندگی کے اب نغمے
میں مگر کارواں میں زندہ ہوں

ہجومِ شوق میں اندر کا حال میں نے دیا
اسے یہ زیست کا سارا کمال میں نے دیا

جو اس کی آنکھوں میں جلتا ہے زندگی کا دیا
یہ روشنی کا اسے بھر کے تھال میں نے دیا

تمام زیست گزاری ہے اس کی خدمت میں
یہ اختیار یہ جاہ و جلال میں نے دیا

میں جس کے واسطے زندہ رہی زمانے میں
اسے بھی خانہ، دل سے نکال میں نے دیا

بڑے پیار سے لوٹا ہے اس نے رستے میں
بڑے خلوص سے لوگوں کا حال میں نے دیا

میں اپنی سوچ سے کیسے اسے رہائی دوں
یہ بوجھ اپنی جوانی پہ ڈال میں نے دیا

اسے جہاں میں کوئی پوچھتا نہیں وشمہؔ
اسے یہ رتبہُ حسن و جمال میں نے دیا

درد ہاتھوں کی ہتھیلی پہ جو تحریر کیا
گردشِ زیست کو پھر اپنی ہی تصویر کیا

ہائے اے عشق تری راہ میں دیکھو اکثر
حسرت دید سے ہر خواب کو تعبیر کیا

چڑھتے سورج کی شعاؤں کو اتارا خود میں
منظرِ صبح کو پھر آنکھ کی تنویر کیا

کیسے نکلو مری جان حصارِ دل سے
تیری یادوں کو اگر پاؤں کی زنجیر کیا

ہو بھی سکتے ہیں یہ مسمار وفا کے جزبے
قصرِ الفت کو اگر دل میں نہ تعمیر کیا

میں نے خود کی نگاہوں سے بچا کر وشمہؔ
خود کو لیلیٰ ، کبھی شیریں ، کبھی ہیر کیا

پہلے توڑا تو بنایا ہے دوبارہ مجھ کو
اس نے ہر بار محبت سے سنوارا مجھ کو

میں ترے نام سے مشہور بھی ہوسکتی ہوں
تیری چاہت میں تو سب کچھ ہے گوراہ مجھ کو

میں نے مانگی تھی ترے پیار کی خوشبو لیکن
تو نے کانٹوں پہ کہیں اور اتارا مجھ کو

اب مجھے چھوڑ کے جانا نہ کہیں میرے صنم
اور دینا نہ کوئی دھوکا خدارا مجھ کو

اپنے دربار کا پنچھی ہی بنا ڈال مجھے
اپنی الفت کا کہیں کردے اشارہ مجھ کو

اس نے رکھا ہے مرا نام محبت وشمہؔ
چاند کہتا ہے کبھی اور ستارا مجھ کو

یہ بات الگ آپ جو انجان رہے ہو
کچھ روز مرے دل کے تو مہمان رہے ہو

کیوں چھوڑ کے جانا ہے فقط اتنا بتا دو
کیوں پہلے مرے نام کی پہچان رہے ہو

آ جاؤ تمہیں اپنی نگاہوں میں سجا لوں
تم حسنِ تمنا پہ تو قربان رہے ہو

بن آپ کے کچھ بھی نہیں دیوان ہمارے
ہر شعر میں بس آپ ہی گردان رہے ہو

ہونٹوں کو محبت کے تبسم سے سجا دو
پہلے بھی صنم آپ ہی مسکاں رہے ہو

کیا نکلا ہے اپنوں سے بغاوت کا نتیجہ
دنیا سے سدا دست و گریبان رہے ہو

واقف ہے مگر پھر بھی بتا دو اسے وشمہؔ
اس دل کی تمنا میں ، ارمان رہے ہو

تری تصویر کے ٹکڑے کیے ہیں
ابھی تقدیر کے ٹکڑے کیے ہیں

تری جانب سے جو مجھ کو ملی تھی
اُسی تحریر کے ٹکڑے کیے ہیں

عداوت پڑ گئی ہے بھائیوں میں
تبھی جاگیر کے ٹکڑے کیے ہیں

مرے پاؤں میں ہے جو بے بسی کی
کہاں زنجیر کے ٹکڑے کیے ہیں

کمانیں توڑ دیں ہیں زرم کہ میں
ہر اک شمشیر کے ٹکڑے کیے ہیں

کسی بیٹے نے کتنی بے دلی سے
مرے کشمیر کے ٹکڑے کیے ہیں

تھے آنکھوں میں مری خوابوں کے خزانے
مگر تعبیر کے ٹکڑے کیے ہیں

اب جو صحرا میں ڈھل رہی ہوں میں
تیری یادوں کا تھل رہی ہوں میں

تو بھی خوشبو سے کھیل لے آ جا
کھول زلفوں کے بل رہی ہوں میں

آج سپنا ہے غیر کا لیکن
تیری آنکھوں میں کل رہی ہوں میں

وہ مسافر ہے آخری شب کا
کیوں ہواؤں میں جل رہی ہوں میں

جب سے چھوڑی ہے آس کی تتلی
ہاتھ ایسے ہی مل رہی ہوں میں

یہ سمندر ہے آنکھ میں وشمہؔ
اور دریا کی چھل رہی ہوں میں

دشمنوں کی نگاہ میں بھی نہیں
میں کسی کی سپاہ میں بھی نہیں

منزلوں کی کہاں خبر ہے مجھے
رہرو اب تو راہ میں بھی نہیں

حر کہاں ہے مجھے کہاں معلوم
شمر کی اب سپاہ میں بھی نہیں

خود کھڑی ہوں میں اپنے مرقد پر
اشک لیکن نگاہ میں بھی نہیں

خود کو آزاد کر لیا خود سے
اب غلامانِ شاہ میں بھی نہیں

کیا کہوں تجھ سے ملنا ہے وشمہؔ
دل تو اب تیری چاہ میں بھی نہیں

یہ نہ سوچا تھا کبھی دل کے اجالے جائیں
جان کے بدلے یہاں درد اچھا لے جائیں

میں نے ہر دشت میں چھانی ہے ترے ہجر کی خاک
کیسے پاؤں کے مری جان یہ چھالے جائیں

یہ تو ڈستے ہیں سرِ راہ تمنا دل کو
آستینوں میں کبھی سانپ نہ پالے جائیں

اس سے پہلے کہ کوئی اور چرالے ان کو
آؤ آنکھوں کے کہیں خواب بہالے جائیں

کون کہتا ہے کہ پھر حسرتیں تعمیر کریں
وہ فقیروں کی فقط آکے دعا لے جائیں

بہتا دریا ہو تری یاد کا ہر سو وشمہؔ
میری آنکھوں سے اگر آنسو نکالے جائیں

ہر درد کا ہے رنگ عیاں میرے مکاں میں
گونجی ہے مری آہ و فغاں میرے مکاں میں

اترے ہیں مری چھت پہ جو رحمت کے فرشتے
ہوتی ہے محبت کی اڈاں میرے مکاں میں

ہر شاخ پہ بیٹھی ہے تری یاد کی تتلی
کیا خوب ہے خوشبو کا سماں میرے مکاں میں

ہر سمت بہاروں نے بنا رکھے ہیں ڈیرے
آئے گی کبھی اب نہ خزاں میرے مکاں میں

لگتا ہے کسی روز میں ہو جاؤں گی اندھی
پھیلا ہے محبت کا دھواں میرے مکاں میں

کرتی ہوں رقم سارے فسادات میں وشمہؔ
اتنے ہیں یہاں وہم و گماں میرے مکاں میں

تمنا حامیوں سے بچ رہی ہے
بڑی ناکامیوں سے بچ رہی ہے

تجھے ہم کس طرح دیکھیں یہاں پر
نظر بدنامیوں سے بچ رہی ہے

مجھے گھیرا ہوا ہے کوفیوں نے
یہ ہستی شامیوں سے بچ رہی ہے

مری ہے خاص لوگوں سے عقیدت
طبیعت عامیوں سے بچ رہی ہے

محبت خوبیوں کے پیرہن میں
جہاں کی خامیوں سے بچ رہی ہے

یوں دیکھنے کو آنکھ مری اشکبار تھی
ان کی نگاہِ کرم کی امیدوار تھی

صد شکر آپ کی مجھے صورت دکھائی دی
میں زندگی کے آئینے میں بے قرار تھی

ہجر و فراق نے مجھے شاعر بنا دیا
کب زندگی کی سیج پہ نغمہ نگار تھی

چھوڑا ہے مجھ کو راہ میں تنہا تو بے وفا
مجھ کو یقین ہو چلا میں تجھ پہ بار تھی

دل کو اہش دیدار میں شعلہ بنا دیا
کیا میری جیت ہی مرے جیون کی ہار تھی

کیوں ماضی میرا میرے تعاقب میں ہی رہا
وشمہؔ امیدِ وصل میں کب سے فرار تھی

نہ ہم سے ملنا کبھی بھی پیام چھوڑ گئے
ہمیں تو دوست پرانی تمام چھوڑ گئے

میں سر پھری تھی دیارِ حریفِ جاں میں کہیں
اسی لیے تو حواری سلام چھوڑ گئے

شرابیوں پہ یہ الزام ہے کہ گلیوں میں
یہ مہ جبینوں کی چوکھٹ پہ جام چھوڑ گئے

چلے گئے ہیں مضافات سے سبھی شاعر
مگر وہ اپنا یہ ہو سو مقام چھوڑ گئے

چھتوں پہ چاند ٹہلنے لگا گاؤں میں
جو لکھنے والے تھے افسردہ شام چھوڑ گئے

کوئی کہانی مکمل نہیں کتابوں میں
وہ جاتے جاتے ادھورا کلام چھوڑ گئے

انھی کے نام یہ کلیاں، گلاب ہیں وشمہ
گلی گلی میں محبت کا نام چھوڑ گئے

سبھی رستے یہاں کھوئے ہوئے ہیں
مسافر اس لیے سوئے ہوئے ہیں

کسی کے ہجر میں میری طرح سے
مری جاں آپ بھی روئے ہوئے ہیں

کبھی تو دوستی کی فصل ہوگی
ایسے میں بیج تو بوئے ہوئے ہیں

نئی پوشاک ہے اس کے بدن پر
یہ کپڑے ہم نے بھی دھوئے ہوئے ہیں

سبھی خوش باش ہیں بزمِ طرب میں
یہ رند جانے کہاں کھوئے ہوئے ہیں

چاہتوں کے یقیں پہ رک جاتے
ہم مسافر کہیں پہ رک جاتے

دیکھ لیتے جو میری تشنہ لبی
سارے دریا یہیں پہ رک جاتے

عمر بھر ہم تری معیت میں
ہاں پہ چلتے نہیں پہ رک جاتے

ہم کسی اک کے ہم سفر بنتے
ہم کسی اک حسیں پہ رک جاتے

یہ نظر باز بھیڑ میں چلتے
ایمائے مہ جبیں پہ رک جاتے

چاہتوں کے فلک سے اترتے ہوئے
وشمہؔ تیری زمیں پہ رک جاتے

ہنر بھی سوچ گئے احترام سوچ گئے
ترے فراق میں سارے پیام سوچ گئے

امیر وقت کو روکا تھا کج ادائی سے
تو میرے واسطے بھی انتقام سوچ گئے

تجھے جو ڈھونڈنے نکلے مسافروں کی طرح
کہاں کہاں پہ کیے تھے قیام سوچ گئے

نئے جو عشق میں دیکھے ہیں میں نے رنج والم
تو پہلے عشق کے بھی صبح و شام سوچ گئے

ترے خیال میں لکھ لکھ کے ہوگئی پاگل
تری تمنا میں اتنے کلام سوچ گئے

جو تیری سمت سے ملتے تھے ہم کو اے وشمہؔ
پیام بر نہ ملے تو پیام سوچ گئے

آنکھوں کی سر زمین سے کوئی گزر نہیں
اس دل کی سلطنت میں جو شمس و قمر نہیں

بانٹے گی کیا یہ پیار کے لمحے غریب کو
اس زندگی کو دوستو اپنی خبر نہیں

سب راز اپنے کہہ گئی بجھتے دیئے کی لو
شبِ حیات کی یہاں کوئی سحر نہیں

نخلِ خیال پر اگیں کانٹے جفاؤں کے
لیکن وفا کا آج بھی لگتا ثمر نہیں

اک حادثہ یقین کا منظر بدل گیا
آنکھوں پہ واقعات کا کوئی اثر نہیں

ویسے تو ہجرتوں کی مسافت طویل ہے
وشمہ تمہاری داستاں بھی مختصر نہیں

یہ جرم بھی میں نے کیا ہے، قصور میں نے کیا
ہر ایک دوست پہ ہر دم غرور میں نے کیا

تمام شہر میں بدنام ہو رہا تھا کوئی
اس لیے تو اسے خود سے دور میں نے کیا

نصیب مجھ کو کہا ہو سکی کوئی راحت
کہیں پہ دشت کہیں یم عبور میں نے کیا

یہ اختیار تجھے دے دیا محبت میں
خود اپنی ذات کا یہ شیشہ چور میں نے کیا

نگاہِ ہجر میں زندہ رہوں تو جی نہ سکوں
گناہ مرنے کا میرے حضور میں نے کیا

تمہاری دید کی خواہش پہ اے مری وشمہؔ
تمہاری آنکھ کو الفت کا نور میں نے کیا

کر کے نفرت کا وہ سامان اگر جائیں گے
ہم غلامانِ محبت ہیں بکھر جائیں گے

ہم سے اک بار نگائیں تو ملا کر دیکھو
اجنبی! تیرے مقدر بھی سنور جائیں گے

ہوا کے دوش پہ اڑنا تو نہیں سیکھا تھا
پھر بھی ہم چاند کے اس پار اتر جائیں گے

سرابِ وقت کا دریا مری آنکھ اگر
اس میں پھیرے جو سمندر تو کدھر جائیں گے

ایک دل ہے، چلو کرتے ہیں اسے نزرِ وفا
دکھ تو یہ ہے کہ وہ لے کر بھی مکر جائیں گے

شوق پرواز میں پر اپنے کٹا کر وشمہؔ
ہم تو صیاد کے ہاتھوں میں ہیں مر جائیں گے

ہاں پہلے غالبؔ تھی ، میرؔ ہو گئی ہوں میں
کتابِ عشق میں تحریر ہو گئی ہوں میں

اے میری ذات کا نقشہ اتارنے والے
تمہارے شہر کی تشہیر ہو گئی ہوں میں

تمہارے عشق کا اتنا تو رنگ ہے مجھ پر
تمہارے پیار میں پھر ہیر ہو گئی ہوں میں

بکھرتی سانس کا دیکھو کمال ہے کتنا
ترے خیال کی زنجیر ہو گئی ہوں میں

یہ سلسلہ کیا ہے سوچ آج تو وشمہؔ
کسی کی یاد میں دلگیر ہو گئی ہوں میں

کہانی بنتی گئی ہے فسانہ بنتا گیا
مرے خلاف یہ سارا زمانہ بنتا گیا

میں روز چنتی رہی خواہشوں کے تنکے یہاں
خدا کا شکر مرا آشیانہ بنتا گیا

مجھے خبر نہ ہوئی اور میرے سینے میں
نا آشنائے وفا کا ٹھکانہ بنتا گیا

جو شعر لکھتی رہی ہوں میں اپنی مستی میں
وہ تیرے حسنِ نظر کا ترانہ بنتا گیا

یہ ساری دنیا رہی اک طرف اکٹھی مگر
ترے لیے تو الگ دل میں خانہ بنتا رہا

میں وشمہؔ جوڑ کے رکھتی رہی جو لوگوں کو
محبتوں کا یہ میرا خزانہ بنتا رہا

حریف زندہ رہے یار مر گئے میرے
کہ اس فسانے میں کردار مر گئے میرے

زمانے بھر میں کوئی بھی نہیں رہا اپنا
جہاں کہیں بھی تھے حبدار مر گئے میرے

عجیب فلم بنی ہے مری جوانی پر
قدم قدم پہ ادکار مر گئے میرے

میں اپنے شہر میں اب اپنی آشنا ہوں فقط
یہ واقعہ ہے کہ غم خوار مر گئے میرے

کوئی بھی نوحہ کناں اب نظر نہیں آتا
میں مر گئی تو عزادار مر گئے میرے

دیارِ غیر میں لوٹا گیا مجھے اکثر
یہی تو دکھ ہے طرفدار مر گئے میرے

کوئی ستم ہے نہ کرم ہے کئی مہینوں سے
کسی سبب سے ستم گار مر گئے میرے

گزر گئے ہیں زمانے مری محبت کے
مرے خیال میں دلدار مر گئے میرے

میرے سر پر ہے آسماں خاموش
شام ہجراں کی داستاں خاموش

جب سمندر کا ہے سماں خاموش
دل کی کشتی کا بادباں خاموش

یہ کرونا کا ڈر ہے یا کیا ہے
لوگ خاموش حکمراں خاموش

سب نے دیکھا ہے ڈوبتا سورج
سب کی آنکھوں میں ہے دھواں خاموش

اس کی آنکھوں میں شوخیاں لیکن
میرے ہونٹوں پہ ہے فغاں خاموش

اس کی تصویر تک رہی ہیں یہاں
دل کے کمرے کی کھڑکیاں خاموش

پیش خیمہ ہے ایک طوفاں کا
وشمہؔ میری ہے گر زباں خاموش

جرمِ وفا سے بولئے انکار کیا کریں
بستی میں اپنے پیار کا اظہار کیا کریں

خلوت کدے میں درد کی قیمت لگائے کون
جو تم نہیں تو رونقِ بازار کیا کریں

تم نے چھوا جو کاغزی پھولوں کو پیار سے
پھیلی تمہارے لمس کی مہکار کیا کریں

سمجھے نہیں جو اج بھی فن کی باریکیاں
محبوب کے فراق میں فنکار کیا کریں

شہرِ سخن میں پا کے رفیقوں کی چاہتیں
سب کچھ لٹا کے پیار میں اشعار کیا کریں

بالوں میں اپنے گجرے سجاؤں میں کس لئے
اور آئینے میں اپنا ہی دیدار کیا کریں

وشمہؔ تمہارے لب پہ تبسم رہے سدا
آنکھوں میں اس کی اب بھی ہے اک خار کیا کریں

کنکر سے مری سمت اچھالے بھی نہیں ہیں
اب کام ترے عشق نرالے بھی نہیں ہیں

اس عید پہ نظروں سے کہاں عید ملی ہے
اس عید پہ کمبخت اجالے بھی نہیں ہیں

حیراں بھی نہیں آنکھ میں پھیلا ہوا کاجل
ہونٹوں پہ محبت کے حوالے بھی نہیں ہیں

کیوں دور وہ رہتے ہیں اجالوں کے نگر سے
وہ لوگ جو من کے ابھی کالے بھی نہیں ہیں

ہاتھوں پہ مرے رنگ حنا بھولنے والے
پاؤں میں ترے ہجر کے چھالے بھی نہیں ہیں

ملنے کا کہاں عید پہ امکان ہے وشمہؔ
جب راستے چاہت کے سنبھالے بھی نہیں ہیں

سپرد غیروں کے تو حالات نہیں کر سکتی
خود کو اب وقفِ مضافات نہیں کر سکتی

ایک ہی شہر میں رہنے کا نتیجہ یہ ہے
تجھ سے اس ماہ ملاقات نہیں کر سکتی

وقت کی دھوپ میں جلتا ہے مرا دل لیکن
اپنے سائے سے یہاں بات نہیں کرسکتی

میری مجبوری مرے پاوں کی زنجیر بنی
ورنہ یوں پیار کو خیرات نہیں کرسکتی

میری راتوں کے سہارے ہیں ستارے وشمہؔ
چاند کے ساتھ بسر رات نہیں کرسکتی

مجھ کو زیرِ عتاب ہونا تھا
راستوں کو سراب ہونا تھا

دشتِ دنیا تھا سامنے ورنہ
ہر نظر نے کتاب ہونا تھا

تیرے رستے کی مضطرب ہے ہوا
اس کو الفت کا باب ہونا تھا

کوئی دیکھا نہ پیار کا کالج
عشق ورنہ نصاب ہونا تھا

اور رکنی تھیں وقت کی سانسیں
چاہتوں کو عزاب ہونا تھا

میری آنکھوں کو گر وہ پڑھ لیتا
چہرہ کھِل کر گلاب ہونا تھا

اپنی آنکھوں سے دیکھتی نہ کبھی
پیار وشمہؔ جو خواب ہونا تھا

بن کے دریا جو سمندر میں اچھالے مجھ کو
موج حسرت کے بھی کرنا نہ حوالے مجھ کو

درد کی یاس ہےِ زخموں کی قبا ہے مجھ پر
کیسے دیکھیں گے یہاں دیکھنے والے مجھ کو

میں بھی رہ لوگی تری آس کی چوکھٹ پر، تو
اپنے ایمان کا پیمانہ بنا لے مجھ کو

ہوکے رہ جائیں گے اس دل کے یہ ارمان قتل
اپنی دنیا کے رواجوں سے بچالے مجھ کو

پھر وہ نفرت کے اندھیروں میں مجھے چھوڑ گیا
جس نے بخشے تھے محبت کے اجالے مجھ کو

میری آنکھوں میں کوئی راستہ، منزل ہی نہیں
دل کے رستے میں مری جان سجالے مجھ کو

کس نے دیکھی ہے محبت کی حسیں رات یہاں
شام کے سائے میں اے وشمہؔ چھپالے مجھ کو

ہاں عشق و وفا و کرم سے گیا وہ
مری دھڑکنوں کے ردھم سے گیا وہ

جدا ہو کے بھی ہجر میں مر رہا ہے
کہاں بچ کے ہے رنج و غم سے گیا وہ

خدا اس کو ہر وقت رکھے سلامت
مرے دل کے ہے آشرم سے گیا وہ

چلا تو گیا عشق سے دور لیکن
محبت کے اپنے دھرم سے گیا وہ

جو کہتا تھا مل جل کے جی لیں گے وشمہؔ
کیا بات ہے آج ہم سے گیا وہ

کیا ڈھونڈتا ہے تُو بھی زمیں، آسماں کے بیچ
ہے فاصلہ ہی فاصلہ کون و مکاں کے بیچ

خوشیوں سے دور درد میں گزری ہے زندگی
کچھ بھی نہیں ہے اپنی تو اس داستاں کے بیچ

جن کو تھا شوق بہہ کے کنارے سے جا لگیں
دریا میں ہیں وہ آج بھی آبِ رواں کے بیچ

لگتا ہے اب تو قوم کا رہبر بنے گا وہ
جس کو ملے گی زندگی اس کارواں کے بیچ

میرے ہر ایک شعر میں ہے تذکرہ یہی
عمرِ رواں کٹی مری سود و زیاں کے بیچ

اب آئینے کے روبرو چہرہ میں کیا کروں
جب زندگی کی دھول ہو اجڑے سماں کے بیچ

آنکھوں سے اپنے پیار کو کر لیں شکار ہم
اب بھی تو ایک تیر ہے وشمہؔ کماں کے بیچ

سوچا ہے برا ، اچھے خیالات سے پہلے
ہر رنگ چرایا ہے شروعات سے پہلے

تجھ کو تو کبھی سحر محبت نہ ملے گی
تو نے کبھی سوچا ہی نہیں ذات سے پہلے

آباد ہوئے میرے بھی کرکٹ کے یہ میداں
دیکھیں گے کمالات ، کمالات سے پہلے

اس وقت نہیں تیری عنایت کی ضرورت
مرنا مجھے بہتر ہو گا خیرات سے پہلے

ڈوبا ہے جو ہر خواب تو اب اس سے گلہ کیا
سیلاب تو آنکھوں میں تھا صدمات سے پہلے

کب سے ہوں میں اس شہر فسوں کار میں حیراں
ہر سو ہی رقابت ہے فسادات سے پہلے

وشمہ بھی ہے صحرائے مسافت میں اکیلی
اور راہ میں کاٹی ہے گھٹا رات سے پہلے

روشنی اور اجالوں سے تعارف نہ ہوا
عمر بھر چاہنے والوں سے تعارف نہ ہوا

ہم سے تاریخ ترے شہر کی زندہ تو رہی
اپنا تاریخی حوالوں سے تعارف نہ ہوا

ساری دنیا کو ڈھونڈ نکالا لیکن
آج تک زہرہ جمالوں سے تعارف نہ ہوا

ہم نئے سال میں سوچ رہے ہیں پہلے
اپنا کچھ شیریں مقالوں سے تعارف نہ ہوا

یہ جوابات مری ذات سے منسوب ہوئے
دکھ تو یہ ہے کہ سوالوں سے تعارف نہ ہوا

وشمہؔ یخ بستہ ہواؤں میں پھر سے رستے میں
جانِ من ریشمی شالوں سے تعارف نہ ہوا

کشتی ہے جو دریا میں تو پتوار کہاں ہیں
جینے کے یہاں آج بھی آثار کہاں ہیں

تم حلقہء ہجرت سے نکلتے ہی نہیں ہو
ملنے کے مرے راستے دشوار کہاں ہیں

نفرت کی تمازت سے نہ وہ ہم کو جلائے
ہم اہلِ محبت ہیں تو بیکار کہاں ہیں

کب دیکھنے آئیں گے مری آنکھ کا کاجل
برساتِ محبت کے طلبگار کہاں ہیں

بانٹا ہے شب و روز یہاں پیار خزانہ
اس شہرِ ستم گر میں بھی لاچار کہاں ہیں

جھلسی ہے کئی بار یہاں آتشِ غم میں
وشمہؔ ترے جینے کے آثار کہاں ہیں

ہونٹوں پہ سجا کر یوں مسکان نکلتے ہیں
یہ درد تو آنکھوں سے ہر آن نکلتے ہیں

آتے ہیں تجھے ملنے، ہوتے ہیں جواں لیکن
پھر شہر سے نکلیں تو بے جان نکلتے ہیں

اب بھولنا چاہوں تو دل بھول نہیں پاتا
سب سوئے ہوئے میرے ارمان نکلتے ہیں

اس شہرِ تمنا میں دل خون ہوا میرا
یہ یاد کے ہر سو جو طوفان نکلتے ہیں

وہ درد کی صورت ہی مرے دل میں مچلتا ہے
جب خواہشِ ہستی کے سامان نکلتے ہیں

ماحول تو چہرے کا غربت نے بگاڑا ہے
کیوں دل سے محبت کے سلطان نکلتے ہیں

اب تو ہی بتا وشمہؔ کیسے میں انہیں روکوں
اس کہر میں آنکھوں سے مرجان نکلتے ہیں

نکلے گا محبت کا جنازہ جو کہیں پر
کیا گزرے گی پردیس میں پھر دل کے مکیں پر

چھٹ جائیں گے کچھ روز میں نفرت کے اندھیرے
لکھا ہے مرا نام محبت کی جبیں پر

تنہائی کی راہوں میں مجھے چھوڑ نہ جانا
زندہ ہوں ترے شہر میں اک تیرے یقیں پر

کیا بات ہے مسرور ہیں افلاک کے تارے
ہنستے ہوئے دیکھے ہیں سبھی خاک نشیں پر

اڑتے ہوئے دیکھی ہیں خیالوں میں جو پریاں
ان جیسے نہیں دیکھے کہیں میں نے حسیں پر

بہتا ہے شب و روز مرے خواب میں وشمہؔ
اک درد کا دریا جو پلکوں کی زمیں پر

ان چاہتوں کا چھو لیں پھر آسمان ہم تم
آؤ نا بھر کے دیکھیں اونچی اڑان ہم تم

جیسی بھی تہمتیں ہوں ، جیسی بھی ہو عدالت
انصاف کا ہی دیں گے ہر اک بیان ہم تم

سانسوں کا یہ خزانہ کالج ہے زندگی کا
مل جل کے پاس کر لیں ہر امتحان ہم تم

جب تک ہماری کشتی منزل پہ جا نہ پہنچے
چھوڑیں گے تب تلک نہ یہ بادبان ہم تم

نیزوں پہ سر سجائیں ، چراغاں کریں لہو سے
دنیا میں چھوڑ جائیں اپنا نشان ہم تم

گزرے دنوں کے قصے ماضی کا آئینہ ہیں
ہر راستے پہ ہوں گے اب ایک جان ہم تم

ہر سمت ہو محبت ، خوشیاں ہوں ، زندگی ہو
وشمہؔ جی مل کے ڈھونڈیں ایسا جہان ہم تم

بدنام ہو ہی جائیں گے نفرت کی ہار میں
چلتے ہیں بیٹھنے کسی ماضی کی غار میں

چلتی رہیں حیات میں ظلمت کی آندھیاں
اڑتی رہی ہیں خواہشیں گرد و غبار میں

وہ لے اڑا ہے میرے بھی سانسوں کی سرزمیں
تُو غرق ہے بہار کے جھوٹے خمار میں

بھنورا چرا کے لے گیا پھولوں کی شوخیاں
خزاؤں کے بھی رنگ ہیں بادِ بہار میں

جو ہو سکے تو تُو بھی اٹھا لے نا فائدہ
مشہور ہو گئی ہوں ترے اشتہار میں

تکمیلِ وصلِ عشق میں زندہ رہی مگر
وشمہؔ میں ماری جاؤں گی اب انتظار میں

دکھ کے دربار کی مجاور ہوں
میں درِ یار کی مجاور ہوں

میری ہستی نہیں رہی کچھ بھی
ایک بے کار کی مجاور ہوں

کوئی شمع نہیں جلے گی کبھی
مردہ سنسار کی مجاور ہوں

ایک طناز کی غلامی کی
اک طرحدار کی مجاور ہوں

مجھ پہ شاہوں کو رشک آتا ہے
تیرے دربار کی مجاور ہوں

سارا بازار مجھ سے واقف ہے
سارے بازار کی مجاور ہوں

پھول کھلتے ہیں میری حسرت کے
وشمہؔ گلزار کی مجاور ہوں

جانتا ہے موت سے ہوں برسرِ پیکار میں
ایسی حالت میں کروں کیا زندگی سے پیار میں

ہجر سے بھی بڑھ کے کوئی اور دے مجھ کو سزا
داستانِ درد کا ہوں مرکزی کردار میں

چاند ہے وہ آسماں سے آگے ہے اس کا جہاں
اس زمیں کی وادیوں میں دربدر، بیکار میں

کام کی تھی جانے کیسے میں نکمی ہوگئی
لے کے نکلی تھی اگرچہ عشق کی تلوار میں

میر و غالب کے سخن سے ہے مجھے دیوانگی
کیسے چھوڑوں شاعری سے تو ہی بتا پیار میں

جب بھی چاہا زندگی کو آنسوؤں سے تر کیا
جب بھی چاہا ہوگئی ہوں وشمہؔ اشکبار میں

تری اپنی مشیت کیا کریں ہم
یہ طینت یہ طبیعت کیا کریں ہم

ہماری کون سنتا ہے جہاں میں
یہی تو ہے اذیت کیا کریں ہم

سبھی سرداریاں تیرے لیے ہیں
کہ ہم تیری رعیت کیا کریں ہم

تمہارے دل کی اللہ جانتا ہے
ہماری ٹھیک نیت کیا کریں ہم

ہمارے دل کی بستی مٹ چکی ہے
یہ چھوڑو بربریت کیا کریں ہم

وہ مجرم ہے کھلی سڑکوں کا وشمہؔ
ادا کی اس نے دیت کیا کریں ہم

جو آج میرے مقابلے میں کھڑے ہوئے ہیں
یہ قد تو میری نظر کے آگے بڑے ہوئے ہیں

نئے حریفوں سے آج لڑنا پڑے گا ہم کو
پرانے دشمن تو ہم سے سارے لڑے ہوئے ہیں

ہم ایک دوجے سے بچپنے میں کبھی ملے تھے
یہ لوگ اب تک ہمارے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

ہماری ضرات سے آشنا ہیں حریف سارے
کہ ہم نے پرچم بھی پتھروں میں گڑے ہوئے ہیں

ہنوز قائم ہیں ہم تو اپنی صداقتوں پر
ہنوز اپنی حقیقتوں پر اڑے ہوئے ہیں

یہ چال کیسی رہی حریفوں کی کون جانے
مرے قبیلے میں آج کتنے دھڑے ہوئے ہیں

آنکھوں میں اترا درد تو سارا سمجھ لیا
پہلی نظر کا اس نے اشارا سمجھ لیا

آنکھوں کا ہے قصور تو اس دل کو کیا کہوں
بجھتے دیئے کو لو کو ستارہ سمجھ لیا

کشتی لگے گی پار وہ لہروں کے ساتھ ساتھ
منجھدار کو بھی جس نے کنارہ سمجھ لیا

رکھا ہے اس نے معتبر اپنے غرور کو
میری محبتوں کو خسارا سمجھ لیا

یہ زندگی خدا کی امانت ہے اس لئے
جینے کا اس کو اپنے سہارا سمجھ لیا

مہکیں گے اس کے گلشنِ ہستی کے رات دن
دستِ حنائی جس نے ہمرا سمجھ لیا

پھر نہ کروں گی تم سے شکاءت یقین کر
وشمہؔ جو تم نے مجھ کو دوبارہ سمجھ

آج بھی عہدِ محبت میں کدھر جاتی ہوں
لے کے دریا جو سمندر میں اتر جاتی ہوں

زندگی عشق میں ہجرت کے حوالے کر کے
اپنی ہی خاک اڑاتی ہوں بکھر جاتی ہوں

چاند کے ساتھ تعلق ہے پرانا لیکن
روشنی بانٹ کے دنیا کو گزر جاتی ہوں

محاذ، زیست پہ تنہا ہوں مگر دیکھئے میں
ساتھ چلتی ہے یہ دنیا میں کدھر جاتی ہوں

اپنے سب عیب چھپاتی ہوں تری آنکھ میں پھر
تیری نظروں سے سبھی لے کے ہنر جاتی ہوں

میں نے بند آنکھوں سے تجدید محبت لی
زندگی چھوڑ کے اب موت کے گھر جاتی ہوں

یہ ترا حسن محبت ہے مری جاں وشمہؔ
تیرے دربار میں آتی ہوں نکھر جاتی ہوں

ان کی جانب سے یہ جو برملا اظہار ملا
زندگی تیرے توسط سے مجھے پیار ملا

میری آنکھوں کی سیاہی سے مقدر لکھے
ایسا دنیا میں کوئی بھی نہ قلم کار ملا

صحنِ گلشن میں بہاروں سے شکایت کیسی
مجھ کو ہر سیج پہ کانٹوں کا فقط ہار ملا

مولا! دربارِ محبت کو سلامت رکھنا
جس کے آنگن میں کوئی ایک تو غمخوار ملا

کیا جلائے گی یہ بارود کی بارش مجھ کو
آتشِ عشق محبت کا ہے دیدار ملا

جس کی تعزیر میں جنت کو تھا چھوڑا وشمہؔ
اس عقیدے کا کہاں مجھ کو ہے سنسار ملا

چہرہ بچانے آئے مگر بال جل گئے
ہم تو تمہارے عشق میں بے حال جل گئے

اس بار سامنے یہ دسمبر عجیب ہے
یخ بستہ وادیوں میں بھی امسال جل گئے

قدرت کے انتقام سے خود کو بچائے رکھ
جو بھی چلے تھے الٹی یہاں چال جل گئے

نیکی اگر جو کی ہے تو دریا میں ڈال دے
کہنا نہ پھر کہ سارے ہی اعمال جل گئے

دریا ہماری آنکھ کے جل جائیں گے اگر
وشمہؔ ہمارے پیار کے پاتال جل گئے

آؤ نا پھر کہکشاں پر پھول کھلتے دیکھ لو
دیدنی ہیں آسماں پر پھول کھلتے دیکھ لو

خوشبوؤں کے سنگ اڑتی پھر رہی ہیں تتلیاں
ہر قدم اس کارواں پر پھول کھلتے دیکھ لو

میرے ہونٹوں کے تبسم کی قسم آ کر ذرا
میرے دل کے آستاں پر پھول کھلتے دیکھ لو

میرے حصے میں غموں کی آہ ہے سنتی ہوں میں
تم تو شاخِ آشیاں پر پھول کھلتے دیکھ لو

یہ نہ دیکھو میں کہاں پر عشق میں زخمی ہوئی
آج زخموں کے نشاں پر پھول کھلتے دیکھ لو

دن گزرتا ہی نہیں جانِ وفا ، وشمہ صنم
تم بھی یادِ مہرباں پر پھول کھلتے دیکھ لو

پھر اڑ رہے ہیں یاد کے بادل ہوا کے ساتھ
لہرائیں تیرے پیار میں زلفیں گھٹا کے ساتھ

اس ہجر کے عزاب کا کرنا ملال کیا
اس زندگی کا ساتھ ہے ہر اک بلا کے ساتھ

شکوہ بھی میرا طاعث رسوائی ہوگیا
جینا بھی جرم بن گیا دل کی خطا کے ساتھ

یہ حوصلے بھی ہار کی راہوں میں آگئے
صدیوں سے چل رہی تھی میں دشتِ بلا کے ساتھ

خوف خزاں ہے چار سو کنجِ بہار میں
ہر نقش مٹ رہا ہے وفا کا جفا کے ساتھ

کہتا ہے کون اس کو کبھی بھول جاؤں گی
میری رضا ہے آج بھی اس کی رضا کے ساتھ

لوگوں نے وشمہؔ پھر سے ہے چشمہ بدل لیا
دنیا میں ہو رہا ہے تماشا وفا کے ساتھ

وہ بندہ بزم میں مسرور بھی ہے
مری حق گوئی سے رنجور بھی ہے

مرے دل میں اس کا ٹھکانہ
مری آنکھوں سے لیکن دور بھی ہے

دیارِ بے ہنر میں میرے فن کا
مخالف ہے مگر مجبور بھی ہے

اسے ملنے چلے جاتے ہیں پھر بھی
وہ عشوہ باز ہے مغرور بھی ہے

وہ شاعر مر نہ جائے خلوتوں میں
وہ شاعر جو بہت مشہور بھی ہے

تجھے تنہائی میں ملنا ہے وشمہؔ
محبت کا یہی دستور بھی ہے

اس زیست نے دیکھو نا یہ کیا موڑ لیا ہے
رشتہ تو خدا سے تھا ، کہاں جوڑ لیا ہے

چلتا ہے زباں پر جو سدا جھوٹ کا جادو
خوشبو نے تعفن کا کفن اوڑھ لیا ہے

دن بغض کا شہکار تو کینہ بھری راتیں
کیوں سب نے محبت سے ہی رخ موڑ لیا ہے

کیا فائدہ قبروں پہ دیئے جا کے جلائیں
جب دین سے اک عہد وفا توڑ لیا ہے

مت ڈھونڈ سمندر میں تو اب عکس محبت
ان درد کی آنکھوں میں دھواں چھوڑ لیا ہے

دکھ اپنے مقدر کے کسے جا کے سنائیں
وشمہ نے جدائی کا نیا موڑ لیا ہے

نظر نظر میں جو حسن و شباب رہتا ہے
کہیں پہ تارا کہیں ماہتاب رہتا ہے

کہیں سے اب تو صدا دے کہیں دکھائی دے
ابھی ملن کا حساب و کتاب رہتا ہے

نہ موم اوڑھ کے نکلا کرو خدا کے لئے
فلک پہ شعلہ نما آفتاب رہتا ہے

نہ مسجدوں میں نہ دیر وحرم میں ہے لیکن
خدا تو دل کے نگر میں جناب رہتا ہے

قدم قدم پہ حسینوں کے ہیں ٹھکانے مگر
مری نظر میں ترا انتخاب رہتا ہے

ضرور اس کے ہے سینے میں خوف محشر کا
جسے گناہ میں شوقِ ثواب رہتا ہے

ترا حساب تو بے باق کر دیا وشمہؔ
بس اب تو حشر کے دن کا حساب رہتا ہے

نغمے تمام ہجرتوں کے گنگنائیں گے
ہم بھی تمہاری یاد مین اب مسکرائیں گے

کچھ کچھ ہمیں بھی ضبط کا یارا ہوا نصیب
اب حالِ دل نہ اپنا کسی کو سنائیں گے

جتنے بھی ہجر ہیں مری جھولی میں ڈال دے
پاؤں نہ میرے درد سے اب ڈگمگائیں گے

زیرِ خزاں رہے گی مری زندگی یہاں
تیری محبتوں کا ثمر گر نہ پائیں گے

اب اور تیری بات پہ ہم کو یقیں نہیں
کیا اور تیری خواہشوں کو آزمائیں گے

اے چاند اپنی روشنی پہ تو بھی ناز کر
تارے ہماری آنکھ میں بھی جگمگائیں گے

دریا سے اپنی آج بھی وشمہؔ بنی نہیں
پلکوں پہ آبشار کے موسم سجائیں گے

زمانے کی نگہداری سے نکلو
مری جاں تو بیزاری سے نکلو

کبھی آؤ مرے خلوت کدے میں
کبھی تو چار دیواری سے نکلو

محبت کے لیے دنیا بنی ہے
یہ دولت کی پرستاری سے نکلو

کوئی تم سا نہیں ہے شہر بھر میں
رقیبوں کی طرفداری سے نکلو

مجھے دیکھو مروت کی نظر سے
نظر کی اب جفا کاری سے نکلو

یہ کیسی کج روی ہے دوستی میں
تعصب کی شرر باری سے نکلو

ہمیں وشمہؔ شکائت تو نہیں ہے
گزارش یہ ہے ستم گاری سے نکلو

ہمارا رتبہ بھی دیکھو کسی سے کم تو نہیں
بچھڑے گئے ہیں جدائی میں آنکھ نم تو نہیں

ہر ایک چہرہ نظر آ رہا ہے کڑوا ہمیں
تمہارے شہر کی آب وہوا میں سم تو نہیں

یہ اک پیالہ اثاثہ ہے درد پینے کا
یہ اک پیالہ ہے مٹی کا جامِ جم تو نہیں

تمہارا جرم بھی شامل ہے جرمِ الفت میں
محبتوں کے خطا کار صرف ہم تو نہیں

یہ ایک میں ہوں جو ہر سامنے آئی
مرے رقیب میں اتنا بھی کوئی دم تو نہیں

ہماری آنکھوں میں بھی تشنگی ہے صدیوں کی
ہمارے سامنے لیکن کوئی بھی یم تو نہیں

دیارِ غیر میں جینا پڑا ہمیں لیکن
دیارں غیر میں وشمہؔ کسی کا گم تو نہیں

مجھ پہ اترے جو صحیفے ہیں وہ بھاری نکلے
اس کی یادوں کے سبھی باب ہی کاری نکلے

میری سانسوں سے مہکتی ہیں وفا کی کلیاں
میری آنکھوں سے محبت کی خماری نکلے

مہر و انجم ہوں یا ہو چاند یہ آنگن میں مرے
میرے افکار کی راہوں سے تو عاری نکلے

درد کے ڈھیر میں کچھ بھی نہ بچے گا لیکن
اپنا یہ ساتھ محبت کا معیاری نکلے

ایسے بے جان کھلاڑی سے ہمیں کیا لینا
جس کے اندر سے فقط ایک جواری نکلے

آج اخلاص و وفا کی تو یہاں قدر نہیں
مال و دولت کے سبھی یار پجاری نکلے

جن کو انداز محبت تھے سکھائے وشمہؔ
وہ تو خطروں کے مری جان کھلاڑی نکلے

تیرے احساس کے جلتے ہوئے صحراؤں کا
دھوپ میں رختِ سفر باندھا ہے پھر گاؤں کا

زندگی تیرے بنا یوں تو گزر جائے گی
خون ہوتا ہوا دیکھا ہے تمناؤں کا

عشق مین ہوتی ہے رسوائی ذرا سوچ کے چل
نشہ بڑھتا ہے جو الفت میں حسیناؤں کا

راہ میں دیر بھی ، مسجد بھی ہے میخانہ بھی
ذکر اچھا نہیں راہوں میں کلیساؤں کا

مجھ کو معلوم ہے اب میری ضرورت کیا ہے
میں تو کانٹا تھی تری راہ ، ترے پاؤں کا

زخم کو اور بڑھاتے ہیں نئے زخم کے ساتھ
آج یہ حال ہے الفت کے مسیحاؤں کا

جب بھی سنتی ہوں میں کوئل کی صدائیں وشمہؔ
یاد آتا ہے مجھے نغمہ مرے گاؤں کا

جاناں! تمہارے عشق پہ تنقید کیا کروں
آنکھوں سے تیرے پیار کی تردید کیا کروں

شوقِ وفا ہے پیار کے رنگوں سے کھیلنا
تجھ سے تعلقات کی تجدید کیا کروں

وہ اپنے راستوں پہ ہی چلتا چلا گیا
میں اپنے راستوں پہ ہوں تقلید کیا کروں

پچھلے برس کا چاند بھی کتنا اداس تھا
اس سال بھی میں تیرے بنا عید کیا کروں

وشمہؔ بتا مین ترکِ تعلق کے باوجود
شیشے میں اپنے درد کی بھی دید کیا کروں

اس زندگی کی راہ میں کوئی دعا کرے
میری وفا کا وہ بھی کبھی حق ادا کرے

کھیلا ہے کھیل اس نے میری وفاؤں سے
میں چاہتی ہوں اس سے بھی کوئی جفا کرے

جس نے مرے خیال کو سوچا نہ کچھ کہا
پھر اپنی زبندگی سے وہ کیسے گلہ کرے

جس زندگی میں میں بھی ہوں قربان آپ پر
اس زندگی کی سیج پہ مجھ سے ملا کرے

جب جانتا ہے روٹھی ہوں اس کی خطاؤں سے
میں مان جاؤں وہ بھی کوشش ذرا کرے

جس شخص کے لیے یہاں آنکھیں بچھائی ہیں
وہ وشمہؔ میرے جال میں ہر دم رہا کرے

میں چھوڑ کے دنیا کو اسے آئی تھی اپنانے
کیوں روٹھا ہے مجھ سے وہ اس بار خدا جانے

میں عمر کی سرحد سے آگے ہوں نکل آئی
اب میرے مقدر میں نہیں ہیں وہ پری خانے

پیتی تو نہیں ہوں میں تجھے پھر بھی یہ بتلا دوں
یہ آج بھی بھاتے ہیں تری آنکھ کے میخانے

شب پچھلے پہر جب میں جلتی ہوں دیا بن کر
آ جاتے ہیں چپکے سے تری یاد کے پروانے

مجھ سے تو دغا کر کے ہر دل سے مٹا ڈالا
مشہور ہیں دنیا میں ترے عشق کے افسانے

اس میری زمیں پہ اب یہی درد کہانی ہے
کچھ قصے ہیں ماضی کے، کچھ لوگ بھی بیگانے

اک روز تو لوٹیں گے وشمہؔ تری گلیوں میں
آئیں گے قسم سے ہم ترے پیار کو لے جانے

اس زندگی کو چھین کے رہرو کہاں گیا
کھو کر نگاہِ ناز کا جادو کہاں گیا

لوحِ جبینِ شوق پہ اک رنگ بھی نہیں
لفظوں کا جانتا تھا کو جادو کہاں گیا

سونی پڑی ہے آنکھ میں جیون کی ہر گلی
لے کر وہ میرے پیار کی خوشبو کہاں گیا

مجھ کو وہ دے کے پیار کے بدلے میں ہر جفا
وہ درد نا شناس وہ بد خو کہاں گیا

مٹ جائے گا جو ریت پہ لکھا ہوا ہے نام
اے دوست چھوڑ کر مجھے ہے تو کہاں گیا

وشمہؔ چار سو یہ ہوائیں ہیں مضطرب
جھونکا ہوا کا چھیڑ کے گیسو کہاں گیا

دل جلاتے ہیں تو دنیا میں جیا کرتے ہیں
ہجر کی آگ میں ہم زندہ جلا کرتے ہیں

عشق کی تاب نہیں ہے تو مرے شعلہ بدن
اپنی اوقاتِ محبت میں رہا کرتے ہیں

مریضِ عشق ہیں دنیا سے ہمیں کیا مطلب
زندہ رہنے کی کہاں دیکھو دوا کرتے ہیں

حسرتیں سیج ہیں کانٹوں کی زرا بچ کے چلو
پھول خوشبوں کے کہاں روز کھلا کرتے ہیں

زندگی کھیل تماشے کے سوا کچھ بھی نہیں
اس کی وادی میں فقط لوگ جیا کرتے ہیں

حسن کی آگ سے جل جائیں نہ آنکھیں دیکھو
حسرت دید کی بس دل سے دعا کرتے ہیں

اب تو ہو جائے محبت کا کرشمہ ، وشمہؔ
جان و دل آپ پہ دیکھو یہ فدا کرتے ہیں

پھر آئینہ حیات کو میں نے سجا لیا
جل جل کے خود کو آگ میں کندن بنا لیا

ہمدم تری تلاش میں مٹی میں مل گئے
ڈیپک کی مثل مجھ کو محبت نے کھا لیا

اشعار میں نمایاں رکھی فکر و فن کی بات
غزلوں کو دے کے رنگ کبھی گنگنا لیا

افشاں چھڑک کے پیار کی زخموں پہ بے وفا
جب آئی تیری یاد تو بس مسکرا لیا

خوشیاں نثار کر کے کسی باغبان نے
جلنے سے اپنے پیار کا گلشن بچا لیا

اترا تھا کوئی خواب کی تعبیر ڈھونڈ لے
آنکھوں کے ریگزار میں رستہ گنوا لیا

وشمہؔ کسی کی یاد کا دل کے جہاں میں
سویا ہوا تھا درد کیوں پھر سے جگا لیا

جیتی نہیں جہان میں اب تو خوشی سے میں
مجھ سے ہے روٹھی زندگی اور زندگی سے میں

وہ جس کو میں نے غور سے دیکھا نہیں کبھی
بہتر ہے دور ہی رہوں اس آدمی سے میں

وہ میرے نام سے مری تاریخ بن گئی
گزری ہوں لے کے زندگی جس بھی صدی سے میں

اس زندگی کی سیج پہ کل کا نہیں یقین
فکر و نظر کی بات کروں آج ہی سے میں

کیسے نہ مجھ کو ڈر لگے شیشہ ہے سامنے
آنکھوں کا درد کیسے پڑھوں گی ابھی سے میں

کچھ زندگی کے خواب ہیں، کچھ آرزو کے رنگ
کچھ روز سے دوچار ہوں اس دل کشی سے میں

رہتا ہے مجھ کو روز قیامت کا سامنا
کیسے چھڑاؤں جان تری عاشقی سے میں

میری رہِ حیات کا کچھ تو اصول ہو
ایسا نہ ہو کہ تیرے بن جینا فضول ہو

نفرت کی ان ہواؤں سے یارب مجھے بچا
چاہت ہی میری زندگی کا اب حصول ہو

اب ساری عمر تیری امانت ہے زندگی
جب کہہ دیا قبول مجھے تو قبول ہو

میں معتبر ہوں آپ کی بانہوں میں آ گئی
یہ حرقِ فراق اب میرے قدموں کی دھول ہو

ہر سمت ہے بہار مری اب رہگزر میں آج
خوشبو کا زندگی میں مری اب نزول ہو

موسم بہارِ عشق مری زندگی میں ہے
تم ہی تو میرے پیار کی خوشبو کے پھول ہو

اترے ہیں آسمان سے تارے زمیں پر
وشمہؔ مگر یہ چاند ہی میرا حصول ہو

چل ہو کے محبت میں یک جان نکلتے ہیں
اب اپنے وطن سے ہم ایران نکلتے ہیں

تہران کے بارڈر سے لیتے ہیں کوئی کشتی
پھر اس کی رفاقت میں جاپان نکلتے ہیں

کشمیر کی وادی کے دیکھے ہیں کئ منظر
اب دل کی یہ خواہش ہے کاغان نکلتے ہیں

ہے دیس محبت کا ، خوشیوں کا جو گہوارہ
کچھ روز چلو مل کر عمان نکلتے ہیں

اب قطر کے آگے کیا لینا ہے تمہیں جا کر
واں بحر کے ساحل تک طوفان نکلتے ہیں

اے کاش مجھے وشمہؔ مل جائے وہ شہزادہ
ہم جس کی تمنا میں پرستان نکلتے ہیں

کتنے چہرے پہ ڈالے نقاب آدمی
جی رہا ہے یہاں بے حساب آدمی

زندگی میں کبھی دوسروں کے لئے
کاش دیکھے کوئی اک تو خواب آدمی

حق کسی کا کسی کی خوشی چھین کر
کیوں سمجھتا ہے کارِ ثواب آدمی

جس کے دم سے ہی ذلت کا دھبہ لگا
آدمی کا ہے یہ انتخاب آدمی

جان دیتا ہے ارضِ وطن کے لئے
اس وطن کا تو ہے لاجواب آدمی

روزِ محشر کھڑا ہے لیے ہاتھ میں
اپنے اعمال کی اک کتاب آدمی

تھا محبت کا پیکر مگر دیکھ لو
بن گیا ہے یہ وشمہ عذاب آدمی

سوتے میں زندگی کا سفر دیکھتی رہی
اندھیر راج وقتِ سحر دیکھتی رہی

سورج مرے نصیب کا تھا سر پہ آ گیا
میں مہرومہ میں اپنا نگر دیکھتی رہی

اس کو تھا کچھ ملال نہ ہی چشم نم کا رنج
میں دائروں میں اپنا سفر دیکھتی رہی

اس نے نہ دیکھا پیار کے خوابوں کا سلسلہ
جو رات کے ہیں پچھلے پہر دیکھتی رہی

بحر وفا کے ساحلوں پہ بے وفا کے بعد
گھٹتے مرا وجود نظر دیکھتی رہی

پھر آج تک نہ زندگی سے رابطہ ہوا
مڑ مڑ کے زیست وشمہؔ مگر دیکھتی رہی

آنکھوں آنکھوں میں خواب روتے رہے
پڑھ کے میری کتاب روتے رہے

وہ جو گلشن سے روٹھ کر نکلا
میں نے دیکھا گلاب روتے رہے

تیری فرقت میں تیرے دیوانے
ہر گھڑی بے حساب روتے رہے

داستاں سن کے میری محفل میں
کر کے منہ پر نقاب روتے رہے

لوگ ہنستے رہے ہیں لوگوں پر
رند پی کر شراب روتے رہے

ایک دوجے سے مل کے شام و سحر
سارے خانہ خراب روتے رہے

وہ تو ناکام ہوگئے وشمہؔ
ہم مگر کامیاب روتے رہے

کیا تماشا ہے کہ ہر شخص تماشائی ہے
میری شہرت بھی مرے واسطے رسوائی ہے

میرے سینے میں تجھے ملنے کی خواہش ہے مگر
ایک دنیا مجھے ملنے کی تمنائی ہے

کل جو کترا کے گزرتا تھا اسے راہوں میں
آج دیکھا تو مجھے خود پہ ہنسی آئی ہے

ہر کوئی جانتا ہے میں نے تجھے پیار کیا
میری اس شہر کے لوگوں سے شناسائی ہے

کیا کروں اس کے بنا جینا نہیں ہے میں نے
حضرتِ ناصح عبث پندِ شکیبائی ہے

لوگ مجبور بھی ہوتے ہیں محبت میں یلاں
وشمہؔ کب ایسا کہا ہے کہ وہ ہرجائی ہے

بجھنے لگا دیا تو جلن اور بڑھ گئی
سانسوں نے لی جو سانس تھکن اور بڑھ گئی

پردیس میں تمارا ہی آتا رہا خیال
جتنا بھی بھولے اتنی لگن اور بڑھ گئ

منظر ہے سامنے مرے بارش کے بعد کا
برسی یہاں گھٹا تو گھٹن اور بڑھ گئ

دیکھا تھا میں نے آنکھ کا شیشہ مگر یہاں
چہرے پہ اس کے ایک شکن اور بڑھ گئی

اس راستے میں پھولوں نے پہرہ ہے کیا دیا
خاروں کے دل میں آج چبھن اور بڑھ گئ

اس خوشبوؤں کے شہر سے کیا دور ہم ہوئے
وشمہ جی آرزوئے چمن اور بڑھ گئی

وہ رابطے بھی انوکھے جو آ کے بیٹھے ہیں
وہ قربتیں بھی نرالی سجا کے بیٹھے ہیں

سوال بن کے سلگتے ہیں رات بھر تارے
کہاں ہے نیند ہماری وہ آ کے بیٹھے ہیں

بلاتا رہتا ہے جنگل ہمیں بہانوں سے
سنیں جو اس کی نہیں جو سنا کے بیٹھے ہیں

چراغ بزم ستم ہیں ہمارا حال نہ پوچھ
جلے تھے شام سے پہلے بجھا کے بیٹھے ہیں

یہ رات کچھ بھی نہیں تھی یہ رات سب کچھ ہے
طلوع جام سے پہلے اٹھا کے بیٹھے ہیں

پھسلتی جاتی ہے ہاتھوں سے ریت لمحوں کی
تمہارے نام سے پہلے جلا کے بیٹھے ہیں

حقیقتوں کا بدلنا تو خواب ہے وشمہؔ
مگر یہ خواب ہے ایسا اڑا کے بیٹھے ہیں

خمارَ عشق ہے ریگِ تپاں میں زندہ ہوں
دیارِ عشق ہے لکھا جہاں میں زندہ ہوں

فریبِ یار نے چھوڑا کہاں ہے جینے کو
ہاں اپنی آنکھ میں بھر کر دھواں میں زندہ ہوں

کسی کے پیار کے کے ہاتھوں مری زمیں بھی گئی
لٹا کے پیار کا خود ہی جہاں میں زندہ ہوں

تمہاری آنکھ میں دریا نہیں قبول مجھے
نہ کر تو سامنے میرے فغاں میں زندہ ہوں

تمہارے پیار میں جینا کمال جینا ہے
تمہارے عشق میں وشمہؔ یہاں میں زندہ ہوں

جانے کو جا چکی ہے کوئی روشنی نہیں
اور اپنے پاس اپنی بھی یہ زندگی نہیں

اب جارہی ہوں دور میں،آوں گی پھر کبھی
باتیں بھی ہوں گی پیار کی پر دل لگی نہیں

رکھا ہوا ہے آپ نے چاہت کا در کھلا
لیکن تمہارے پیار میں وہ دلبری نہیں

اب ڈھونڈتی ہوں میں بھی فرصت کے رات دن
لیکن جہانِ آرزو میں زندگی نہیں

ہم دل کو لے کے آگئے ہیں کس جہان میں
جنگل ہے آس پاس کوئی آدمی نہیں

نازک ہیں میرے ہاتھ میں قسمت کی چوڑیاں
دے دوں گی اپنی جان مگر ، خودکشی نہیں

رہتا ہے مجھ کو وشمہ جی اس اجنبی کا پاس
جس نے وفا کی تھی مگر عاشقی نہیں

قافلہ موجِ یقیں کا جب رواں ہوجائے گا
پھر سلامت کشتیوں کا بادباں ہوجائے گا

پاؤں کا زرہ زمیں کا آسماں ہوجائے گا
ہرفقرہ مکمل داستاں ہوجائے گا

درد کا سورج چھپے گا بادلوں کی اوڑھ میں
زندگی کا راستہ اب مہرباں ہوجائے گا

میرے ہاتھوں کی لکیروں کو کوئی سمجھا نہیں
کیسے کہہ دوں وہ بھی میرا رازداں ہوجائے گا

دیکھتے ہی دیکھتے لو پھر دسمبر آگیا
پھر نیا اک زندگی کا امتحاں ہوجائے گا

آج کھولا ہے یہاں پر جگنوؤں نے راستہ
خوب روشن تیرگی کا یہ سماں ہوجائے گا

کیا حقیقت ہے یہاں پر مفلس و نادار کی
وشمہؔ تیرا بھی عقیدہ اب عیاں ہوجائے گا

کبھی دعا تو کبھی ہم نے التجا کی ہے
کسی سے ملنے کی منت تو بارہا کی ہے

مسافروں کے ٹھکانے بدل گئے دل سے
مسافر وں سے محبت تو انتہا کی ہے

تمام عمر یہ منصب رہا ہے لوگوں میں
کہ بت وفاؤں سے شام وسحر وفا کی ہے

چلے گئے ہیں ترے شہر سے بہ دیدہ تر
کہ شہر والوں نے ہم حبیبوں سے جفا کی ہے

یہ ہجر میرے نصیبوں میں لکھ دیا ہے تو پھر
میں اس پہ خوش ہوں کہ مرضی مرے خدا کی ہے

میں اس لیے بھی اداسی میں زندہ رہتی ہوں
یہ اک نشانی بھی دیرینہ آشنا کی ہے

اک دشت بے کنار ہے اس میری ذات میں
سویا ہوا جہان ہے کن مشکلات میں

اپنی نظر سنوار کے دیکھا جو آپ کو
اک آپ کا ہی سلسلہ تھا کائنات میں

آنکھوں سے اب حضور ! اشارہ نہ کیجئے
اور یوں نہ آزمایئے اب بات بات میں

غم خانۂ غریب ہے رک جایئے مزید
کیسے بھرے گا زخمِ جگر ایک رات میں

رخسار و ابرو، گیسو و لب ، سب اداس ہیں
رہتی ہے سب کے دیکھ لو تنہائی گھات میں

وہ لکھ دے آج میری بھی قسمت کا فیصلہ
وشمہؔ جگر کا خون ہے کالی دوات میں

میری آنکھوں میں اب ملال کہاں
اِس گرہ میں جہاں کا مال کہاں

اس کو بھجیں گے رابطوں کے پیام
اب محبت سے بول چال کہاں

اب تو صدیاں گزر گئیں دکھ میں
اب ہمیں یاد ماہ و سال کہاں

اس کو ملنا ضرور ہے میں نے
اس کو میرا مگر خیال کہاں

ہم تو مشرق میں بسنے والے ہیں
تیرا مغرب کہاں شمال کہاں

وشمہؔ الفت میں ہوگئی برباد
میرے جیسا ہے اس کا حال کہاں

کہیں راہوں میں یادوں کے خزانے بھول آئے ہیں
نئے ساتھی ملے ہم کو پرانے بھول آئے ہیں

ملاقاتوں کی چھاؤں اب نہیں ملتی کہیں ہم کو
ملاقاتوں کے سارے ہم ٹھکانے بھول آئے ہیں

بڑے خوش فہم ہوتے تھے بڑے ہی وہم ہوتے تھے
سبھی بچپن کی الفت کے زمانے بھول آئے ہیں

جدائی کی غزل اب گنگناتے ہیں اکیلے میں
تری فرقت میں قربت کے ترانے بھول آئے ہیں

کوئی رونق نہیں اب تو سبھی ویران رستے ہیں
فسانے بن گئے ہیں ہم دسانے بھول آئے ہیں

کوئی نخچیر اب فتراک میں دیکھا نہیں وشمہؔ
نظر کے بر سرِ صحرا نشانے بھول آئے ہیں

دشت والوں نہ بحر والوں سے
اک تعلق ہے شہر والوں سے

اب تو شاہد مجھے بھی پینا پڑے
ملنا جلنا ہے زہر والوں سے

اب بھی آتا ہے سیر کرتا ہے؟
آج پوچھوں گی نہر والوں سے

اپنا جو بن کبھی چھپایا نہیں
میں جوبن کی لہر والوں سے

دین داری کی کچھ نہ فکر رہی
دل لگایا ہے دہر والوں سے

مجھ پہ غیض و غضب رہا وشمہؔ
رابطہ تھا جو قہر والوں سے

ہجومِ شوق میں خود سے جدا کرے نہ کرے
یہ اس کی مرضی ہے مجھ کو رہا کرے نہ کرے

مریضِ عشق کسی طور بچ نہ پائے گا
مریضِ عشق کی خاطر دعا کرے نہ کرے

مجھے تو رکھنا پڑے گا رفاقتوں کا بھرم
وہ میرا دوست ہے چاہے وفا کرے نہ کرے

میں سوگوار رہوں گی کسی کی فرقت میں
محبتوں کا کوئی حق ادا کرے نہ کرے

شکست کھا کے بھی رہتی ہوں مطمئن اکثر
کوئی بھی جشنِ طرب وہ بپا کرے نہ کرے

میں پھنس گئی ہوں تلاطم کی تیز لہروں میں
میں کیا کروں کہ مدد ناخدا کرے نہ کرے

شہ سرخیوں میں خون کی اک دھار دیکھ کر
میں رو رہی ہوں شام کا اخبار دیکھ کر

قسمت میں اب خزاں کا مجھے ہو چلا یقیں
پھولوں کی وادیوں میں فقط خار دیکھ کر

کیا موج غم ہے آنکھ میں دشتِ فرق ہے
دل میں یہ سوئے درد کو بیدار دیکھ کر

آیا خیال یار تو شعروں میں کہہ دیا
خوش ہوں میں سوچ فکر کا معیار دیکھ کر

اپنی ہی جاں بچا کے وہ بھاگے گا الٹے پیر
عزم و عمل کی تیغ یا تلوار دیکھ کر

وشمہؔ میں بھول جاؤں گی رشتہ ہے اس سے کیا
اپنی میں اس کے سامنے پھر ہار دیکھ کر

دیکھا جو دور پیار کا اک آسماں الگ
منزل کی سمت چل پڑا پھر کارواں الگ

میں نے بھی شہر شہر میں دیکھا ہے جابجا
دنیا کی ہر زباں سے ہے اردو زباں الگ

ویسے تو میری ذات کا حصہ ہے ایک شخص
پھر بھی وہ لکھ رہا ہے مری داستاں الگ

میدان کار زار میں دیکھا ہے ہر طرف
دشمن کے ہاتھ میں تو ہے تیغ و سناں الگ

دنیا میں ایک یہ مرے افکار ہی تو ہیں
رکھتے ہیں میری ذات کو جو جاوداں الگ

اس زندگی کے روبرو دریائے عشق میں
دیکھی ہے میں نے جھومتی موجِ رواں الگ

وشمہؔ مرے خیال کی دنیا میں ہر جگہ
چمکی ہے تیرے پیار کی اک کہکشاں الگ

یہ کارواں جو بناِ رہنما کے چلنے لگے
اسی لیے تو سبھی راستے بدلنے لگے

کچھ اس طرح سے طبیعت ہے تیری فرقت میں
کہ جیسے کچے مکاں میں چراغ جلنے لگے

مری طرف سے عدالت میں کون بولے گا
مرے وکیل بھی اپنا بیاں بدلنے لگے

ہماری سمت سے بدنام ہو نہ جائے کہیں
اسِ احتیاط سے ہم شہر سے نکلتے لگے

ہوائے شہر تخیل ہے اس طرح گم صم
کہ جیسے حسن کسی مہ جبیں کا ڈھلنے لگے

جنہوں نے ترک تعلق کیا تھا خود وشمہؔ
بچھڑ کے مجھ سے وہی دوست ہاتھ ملنے لگے

ہم جو نگاہِ زیست سے حیران آ گئے
عشرت کدے میں عشق کے پیمان آ گئے

دنیا کو تو نے اے خدا یہ کیا بنا دیا
جنت سے دیکھنے اسے انسان آ گئے

یادوں نے اشک و آہ سے سب کچھ مٹا دیا
جانے سے تیرے جانِ جاں طوفان آ گئے

تم تو ہمارے واسطے لاہور بھی نہیں
ہم ملنے تم سے وادیٔ کاغان آ گئے

جو آشنا نہ تھے کبھی بحرو ردیف سے
ان کے ہمارے سامنے دیوان آ گئے

وشمہؔ دیارِ عشق سے جو کچھ نہ مل سکا
ہونٹوں پہ لے کے درد کی مسکان آ گئے

کیسے بدلے ہوئے چہرے ہیں یہ انسانوں کے
رنگ اوڑھے ہوئے پھرتے ہیں حیوانوں کے

جب وہ پیتے تھے مری آنکھ کے پیمانوں سے
صبح تک دور چلا کرتے تھے میخانوں کے"

اس کے آنے سے ہوئی پیار کی شمع روشن
گل مہکنے لگے سوکھے ہوئے گلدانوں کے

عالمِ ہجر میں بجھ جاتی ہیں زندہ آنکھیں
مردہ ہوجانے کیسے ہیں جزبات یہ انسانوں

جانے کیسے ہیں مرے دور کے وہ پیر وجواں
رخ بدلتے تھے جو بڑھتے ہوئے طوفانوں کے

اپنی آنکھوں میں لیے پھرتی ہوں دریا وشمہؔ
حال ابتر ہیں مگر دشت و بیابانوں کے

رہنے کو گھر سے نکلی ہوں اب آسمان میں
منزل قریب ہے مری پہلی اڑان میں

اس نے وفا کے بدلے مرے نام کر دیا
جو درد و غم کا تزکرہ ہے داستاں میں

اس کو جلا ہی ڈالے گی اب توغموں کی دھوپ
رہتا تھا میری زلف کے سائبان میں

دیکھا جو مجھ کو چاند نے شرما کے رہ گیا
تھی جگنوؤں کی روشنی میرے دھیان میں

مدگم خدا کی یاد میں رہتی ہوں رات بھی
ملتا سکون ہے مجھے صبح کی اذان میں

غم کے ہیں سائے وشمہؔ ابھی انتظار کر
اجلت" سے کب ملے گی مسرت جہاں میں

فکرِ ہجر نے کس کے اشارے پہ لکھ دیا
قسمت کا کھیل اپنے ستارے پہ لکھ دیا

یہ دیکھ کر کہ رات سے دریا اداس ہے
لہروں نے میرا نام کنارے پہ لکھ دیا

دشمن بھی لوٹ آئے مجھے پھر خریدنے
میں نے جو کود کا آج خسارے پہ لکھ دیا

ہر کوئی پڑھ رہا ہے مرا حال دل یہاں
کیا کیا یہ زندگی کے سمارے پہ لکھ دیا

پھر تو بھی ڈھونڈے گا مرے نام ونشان کو
اینٹوں کے درمیاں جو گارے پہ لکھ دیا

وشمہؔ خلوص و پیار کا عالم تو دیکھئے
بچوں نے میرا نام غبارے پہ لکھ دیا

یاد رکھتا ہے داستاں کی طرح
وہ جو ملتا ہے رازداں کی طرح

ہم سے مخلص رہے گا حشر تلک
یہ یقیں ہے مگر گماں کی طرح

اب بھی ہم کو عزیز ہے خود سے
تیری خواہش متاعِ جاں کی طرح

چاند نکلا ہے شب کے پردے سے
ایک دیرینہ رازداں کی طرح

اس کی آنکھوں کو ہم نے دیکھا ہے
اپنے اجڑے ہوئے مکاں کی طرح

شہر نغمہ سرا میں شام و سحر
وقت گزرا ہے نوحہ کواں کی طرح

ساتھ میرے ہے وہ بھی دریا میں
وشمہؔ کشتی میں باد باں کی طرح

غم محبت کے جزیرے سے یہ کیا لایا تھا
یادِ ماضی کو ہواؤں میں اڑا لایا تھا

پیار کا راہی مرا راہ میں دم توڑ گیا
مرے زخموں کے لیے آج دوا لایا تھا

میں نے اک بار ہی دیکھا تھا مگر بارِ دگر
وہ تو انبار محبت کے اٹھا لایا تھا

کیوں مجھے ہجر کی دلدل میں یہاں چھوڑ گیا
میرے ہونٹوں پہ اگر ذکرِ وفا لایا تھا

آج مدہوش پڑے ہیں وہ مرے لمس کے ساتھ
رقصِ جن کا ہمیں ساحل سے بہا لایا تھا

میں نے اک بار بھی دیکھا نہ کبھی اس کی طرف
میری تصویر جو آنکھوں میں بنا لایا تھا

میری شاموں میں تری یاد کا ڈھلتا سورج
آج پھر دردِ محبت کو بڑھا لایا تھا

اُس نے کیوں آنکھ چرائی ہے ذرا یہ تو بتا
اپنی چاہت سے جو وشمہؔ کو اٹھا لایا تھا

شام کے وقت چراغوں کا حوالہ بھی تو ہو
دیدہء ترہوں کوئی دیکھنے والا بھی تو ہو

ایک امید مرے سپنے میں قائم ہے ابھی
تیرہ دنیا میں محبت کا اجالا بھی تو ہو

میں اکیلی ہوں ترے بعد دیارِ جاں میں
تیری یادوں کا مرے واسطے ہالہ بھی تو ہو

میں تو حق بات کی قائل ہوں زمانے بھر میں
میرے ہونٹوں کے لیے ضبط کا تالا بھی تو ہو

ہر طرف چہرے نظر آتے ہیں مصنوعی مجھے
ان سفیدوں میں کوئی رنگ کا کالا بھی تو ہو

ہر سہولت تو ترے پاس ہے لیکن وشمہؔ
تیری قسمت میں یہ عزت کا نوالہ بھی تو ہو

آ رہی ہوں دوستو پھر میں نئی رفتار سے
جانے کس صحرا سے ہے تم نے پکارا پیار سے

پھیر لوں آنکھیں چمن سے کس طرح ممکن ہے یہ
میرا تو رشتہ ہے دیکھو چھاؤں سے، اشجار سے

یاد ہے نا آپ کو وہ شام کا پچھلا پہر
میں جدا جب ہوگئی تھی حاشیہ بردار سے

اب محبت کی کہانی لب پہ آئی ہے تو کیوں
ہر کوئی بدظن ہے دیکھو پھر مرے کرادر سے

دیکھ جا آ کر شکستِ عشق کی تصویر کو
کٹ رہی ہے زندگی یہ تیر سے، تلوار سے

رنج و غم کو کاغذوں پہ یوں بنایا ہے کہ اب
میرا چہرہ کٹ گیا ہے درد کی پرکار سے

زخمی زخمی رات ہے اور چاند بھی تنہا یہاں
میں بھی وشمہؔ جا رہی ہوں محفلِ اغیار سے

عام لوگوں میں کوئی اپنی کہانی بھی نہ کی
میں نے ہجرت بھی نہ کی نقل مکانی بھی نہ کی

ولولے آج بھی ویسے ہیں مرے سینے میں
ختم جزبوں کی کبھی میں نے روانی بھی نہیں کی

جس پہ ہم لوگ مرے جاتے ہیں اس دنیا میں
اس کے گلشن میں کوئی شام سہانی بھی نہ کی

پھر بھی الفاظ اتر جاتے ہیں سب کے دل میں
عمر بھر چپ ہی رہی شعلہ بیانی بھی نہیں کی

دن تو خوشبو کی معیت میں گزارا میں نے
اور ناراض کبھی رات کی رانی بھی نہیں کی

وشمہ کمرے میں تری یاد کی ہیں تصویریں
دور آنکھوں سے کوئی میں نے نشانی بھی نہ کی

یہی مقصوم ہے کچھ بھی نہ ہو گا
مجھے ہے کچھ بھی نہ ہو گا

کوئی حاکم ہے دل کی سلطنت کا
کوئی محکوم ہے کچھ نہ ہو گا

شرارت کر کے چھپ جائے گا ہم سے
یہ دل معصوم ہے کچھ بھی نہ ہو گا

کسی ظالم سے ئی دنیا ڈر رہی ہے
کوئی مظلوم ہے کچھ بھی نہ ہو گا

جفا کاروں کی یہ مرضی ہے کیا ہے؟
وفا مرحوم ہے کچھ بھی نہ ہو گا

سبھی کچھ ہے ہماری دسترس میں
نظر محرم ہے کچھ بھی نہ ہو گا

اداس رت کے دو شعر!

بیگل سی ہوں تڑپتی ہواؤں کے درمیاں
اتنی اداس شام تو پہلے کبھی نہ تھی

جس میں نہ ہو تمہاری وفاؤں کا تذکرہ
یہ زیست میرے نام تو پہلے کبھی نہ تھی

میرے حصے میں محبت کو خدا نے لکھ دیا
میرا مدعا آج میری ہی دعا نے لکھ دیا

بے وفا اس زندگی کے آخر انکار پر
یہ بتا کیا کیا یہ دل آشنا نے لکھ دیا

وہ جو میرے سوز وغم کو آج تک سمجھا نہیں
نام اس کا ہاتھ پر رنگِ حنا نے لکھ دیا

اڑ رہی ہیں آسماں پر نیلی پیلی تتلیاں
کہکشاں کے آئینے میں کیا ہوا نے لکھ دیا

کیسے ہونٹوں پر سجاؤں دل کا افسانہ میاں
آنکھ کا منظر یہاں میری حیا نے لکھ دیا

ہجرتوں کے موسموں میں زندگی تنہا رہی
آخرش وہ کیا خطا تھی اس خاطا نے لکھ دیا

وشمہؔ اس کی آنکھ کا مطلب کبھی سمجھی نہیں
نامہ ء اعمال حرفِ برملا نے لکھ دیا

سبھی کہتے زمانے میں کوئی انسان اچھا تھا
اگر ہوتی محبت میں تری پہچان اچھا تھا

ترے آنے سے بگڑا ہے یہ چہرہ میرے جیون کا
مرے ماتھے پہ چاہت کا وہی بہتان اچھا تھا

جی ایسا ہو نہیں سکتا کہ کانٹے پھول بن جائیں
وگر نہ زندگی کا راستہ گنجان اچھا تھا

اگر ہم حال میں دیکھیں بہت تو ہم پرستی ہے
مرے سوچوں میں ماضی کا وہی انسان اچھا تھا

وہ بچھڑا ہے تو یاد آیا ستم کرتی رہی اس پر
مرا پیارا ،مرا دلبر،مرا دل جان اچھا تھا

مرے چاروں طرف ہی کیوں اگی کانٹوں کی بیلیں ہیں
مرے آنگن میں یادوں کا اگر گلدان اچھا تھا

اسے جب مار ڈالا ہے تو پھر کیا سوچنا وشمہ
مرے سپنے میں وحشی سا کوئی حیوان اچھا تھا

ان کی جانب سے یہ جو بر ملا اظہار ملا
زندگی تیرے توسط سے مجھے پیار ملا

میری آنکھوں کی سیاسی سے مقدر لکھے
ایسا دنیا میں کوئی بھی نہ قلم کار ملا

صحنِ گلشن میں بہاروں سے شکایت کیسی
مجھ کو ہر سیج پہ کانٹوں کا فقط ہار ملا

مولا! دربارِ محبت کو سلامت رکھنا
جس کے آنگن میں کوئی ایک تو غمخوار ملا

کیا جلائے گی یہ بارود کی بارش مجھ کو
آتشِ عشقِ محبت کا ہے دیدار ملا

جس کی تعزیر میں جنت کو تھا چھوڑا وشمہؔ
اس عقیدے کا کہاں مجھ کو ہے سنسار ملا

شہر والوں سے ملاقات نہیں ہوسکتی
اب کسی سے بھی کوئی بات نہیں ہوسکتی

جیسے گزر جائے گی تنہائی میں
اب بیاں صورتِ حالات نہیں ہوسکتی

کتنی بنجر ہے مری کشتِ تمنا امسال
خشک آنکھوں سے تو برسات نہیں ہوسکتی

اس علاقے میں کوئی ایک بھی ہمدرد نہیں
اس علاقے میں بسر رات نہیں ہوسکتی

سخت سردی ہے مگر تیرے بنا جانِ وفا
ختم یہ گرمیٔ جزبات نہیں ہوسکتی

تیرے ہوتے ہوئے اپنے ہیں زمانے وشمہؔ
تیرے سنگ مات میں بھی مات نہیں ہوسکتی

زندگی کے غم کا درماں اور ہے
دل میں بھی اس بار طوفاں اور ہے

جب زمیں سے تازگی جاتی رہی
آسماں کا اب نگہباں اور ہے

جل رہے ہیں درد کے دل میں دیئے
اور چہرے پر چراغاں اور ہے

اس نے بھی بدلی وفاؤں کی ڈگر
میری چاہت کا بھی ایماں اور ہے

تیرے دل کی قید میں رہنا نہیں
اب مری دنیا کا زنداں اور ہے

آؤ وشمہؔ ہم بھی اپنی راہ لیں
اس کے دل کا آج مہماں اور ہے

زندگی ! یہ بے معانی زندگی
لکھ رہی ہے کیا کہانی زندگی

ذوق دیوانہ روی میں دیکھ لے
انتشارِ شندگانی ،،زندگی

پیار کا نعم البدل دیکھا نہیں
نفرتوں کی راجدانی زندگی

درد کے دریا میں آکر دیکھ لو
مضطرب ندیا کا پانی زندگی

حسن آنکھوں کا خوراکِ غم ہوا
کھا گئی ساری جوانی زندگی

راکھ کا ڈھیر ہے وشمہؔ یہاں
تھی کبھی یہ زعفرانی زندگی

جتنا حسن و جمال رکھتی ہوں
اپنے فن میں کمال رکھتی ہوں

قید ہو جاتے ہیں سنہرے پل
ایسا آنکھوں کا جال رکھتی ہوں

کام آئیں مرے کبھی شاہد
درد سارے سنبھال رکھتی ہوں

تو بھی دیکھے تو اس میں جل جائے
دل میں اپنا ملال رکھتی ہوں

میری پلکوں سے خون رستا ہے
اتنا آنکھوں کو لال رکھتی ہوں

زندگانی کی وشمہؔ دھرتی پر
عشق و الفت کی چال رکھتی ہوں

اب کیا ہوا جو وہ بھی ٹھکانہ بدل گیا
جب میری زندگی کا فسانہ بدل گیا

طائر تو میری آنکھ کی زد میں ہی تھا مگر
اس بار بھی یہ میرا نشانہ بدل گیا

میں بانٹتی رہی ہوں محبت کی تتلیاں
وہ نفرتوں سے میرا زمانہ بدل گیا

میری بھی سوچ و فکر کے بدلے ہیں قافلے
اندازِ زیست وہ بھی پرانا بدل گیا

کچھ روز سے ہیں میرے لہجے میں تلخیاں
کچھ روز سے مجھے وہ جلانا بدل گیا

اے وشمہؔ خان تیری محبت کی خیر ہو
افسوس ہے کہ تیرا دیوانہ بدل گیا

شہرت ہے جہاں بھر میں سخاوت نہیں دیکھی
آنکھوں میں تری ہم نے محبت نہیں دیکھی

ہیں زخم اداؤں کے جو ماتھے پہ لگے ہیں
کیوں میری کسی نے بھی عبادت نہیں دیکھی

ڈوبا ہے جو ہر خواب تو اب اس سے گلہ کیا
جس نے مری پلکوں پہ قیامت نہیں دیکھی

تم میری کسی شام سے ملتے ہی نہیں ہو
تو نے تو کبھی سحر محبت نہیں دیکھی

آنکھوں میں ہے اک درد کا طوفان اگر چہ
پھر بھی یہ کسی طور ندامت نہیں دیکھی

اب موسم باراں کی تڑپ ہے مجھے لیکن
برسات کی آنکھوں میں وہ ہمت نہیں دیکھی

اس قید مسافت سے مرے دل کی زمیں پر
وشمہؔ نے کوئی اور مسافت نہیں دیکھی

دور و نزدیک ہو نہیں سکتے
تیری یادوں کو کھو نہیں سکتے

ہنستے رہتے ہیں کس قدر تنہا
تیری فرقت میں رو نہیں سکتے

دشتِ حیرت میں ہر گھڑی جاناں
بیج حسرت کے بو نہیں سکتے

تیری یادوں میں روتے رہتے ہیں
رات بھر ہم تو سو نہیں سکتے
غم کی طغیانیوں میں چاہت کا
ہم سفینہ ڈبو نہیں سکتے

دکھ تو یہ ہے سپیدہ کپڑوں سے
داغ تہمت کے دھو نہیں سکتے

وصل الفت کے اب یہاں وشمہؔ
ہم بھی موتی پرو نہیں سکتے

میں تو اک نام ہوں محذوف تری محفل میں
ذکر اب میرا ہے موقوف تری محفل میں

لوگ ہیں اور بھی، سب سے ہے الگ میرا رقیب
بس کہ رہتا ہے وہ موصوف تری محفل میں

اپنے کم ہونے کا احساس ستاتا ہے تجھے
لوگ آتے ہیں جو معروف تری محفل میں

کر رہے تھے دبے لفظوں میں کسی کی غیبت
سارے شرکا تھے یوں مصروف تری محفل میں

ہائے قاصد نے اسے کھول کے خود پڑھ ڈالا
ایک خط بھیجا تھا ملفوف تری محفل میں

مال و زر کاش کہ تقدیر میں لکھوا سکتی
نام ہوتا مرا معروف تری محفل میں

دیکھ کر غیر کے انداز تری محفل میں
راز وشمہؔ بتا ماؤف تری محفل میں

حُسنِ وفا سے نظریں ہٹا ہی نہ پائے ہم
ان کی نظر سے یہ بچا ہی نہ پائے ہم

مدت کے بعد آپ کا کیا خط ہمیں ملا
تحریر سے نگائیں ہٹا ہی نہ پائے ہم

خونِ جگر جلا کے بھی جلتے رہے مگر
آنکھوں کے یہ ثراغ بجھا ہی نہ پائے ہم

آنکھوں نے تجھ کو کھو دیا کوشیش کے باوجود
تصویر تیری دل پہ بنا ہی نہ پائے ہم

بر باد کر کے رکھ گئے ہو زندگی مری
آگے تمہارے عشق کے جا ہی نہ پائے ہم

سنتے رہے ہیں ان کی ہی رودادِ زندگی
اپنا تو حال وشمہؔ سنا ہی نہ پائے ہم

مجھ سے کٹتی ہے کہاں رات بھی ،تنہائی بھی
کتنا مغرور ہے اب میرا وہ ہرجائی بھی

کتنا اچھا ہے جو لوگوں نے مجھے نام دیا
مفت ملتی ہے کہاں عزتِ رسوائی بھی

اس کے جاتے ہی چلی جاتی ہیں سانسیں میری
روٹھ جاتی ہے مری زیست کی شہنائی بھی

لاکھ الزام لگالے وہ مجھے فکر نہیں
میرے احباب جو کرتے ہیں پزیرائی بھی

تم مرے ساتھ محبت کی گواہی دینا
دونوں بانٹیں گے محبت کی یہ رسوائی بھی

کتنا بہتر تھا جو خود میں ہی فنا ہم رہتے
ہم کو لے ڈوبی ہے تجھ سے تو شناسائی بھی

تیری دنیا کے رواجوں سے مجھے کیا لینا
موت آئے گی مجھے وشمہؔ اگر آئی بھی

زخم کو پھول کہیں نوحے کو نغمہ سمجھیں
کار دنیا میں وہ قاتل کو مسیحا سمجھیں

کیسے گزرے گی ترے دل پہ زرا سوچ تو لو
تیری دنیا کو اگر ہم بھی تماشا سمجھیں

جب بھی لوٹو گے مرے پاس چلے آو گے
کیا تری بات کو پھر ہم دلاسہ سمجھیں

میرے اپنے ہیں سبھی دل میں بھڑکتے شعلے
ہم تو آتش کو ترے پیار کا تحفہ سمجھیں

وہ جو اڑاتے ہیں فضاؤں میں پرندے بن کر
کاش دھرتی پہ کسی ایک کو اپنا سمجھیں

جس نے بھی ہم کو برے وقت میں اپنا سمجھا
ہم کیوں اس ذات کو خود سے اپنے سے چھوٹا سمجھیں

کل جو کرتے تھے مری بات پہ ہر طرح یقیں
وہی غمگوار مجھے آج کیوں جھوٹا سمجھیں

میں نے تو پھول لگائے تھے سبھی راہوں میں
پھر بھی کچھ لوگ مجھے راہ کا کانٹا سمجھیں

آپ سمجھیں نا مرا حاصل ہے مرا خت سفر
میرے ہمزار کو قدرت کا کرشمہ سمجھیں

جن کو دعوی تھا محبت کی خدائی کا یوں
کاش وہ آج بھی اس وشمہؔ کو وشمہؔ سمجھیں

اے غم کی رات ترا یہ غبار ختم ہوا
ہمارا زندگی پہ اختیار ختم ہوا

چلو نہ بند ہیں ویران رات کی آنکھیں
سحر طلوع ہوئی انتظار ختم ہوا

گزار لیں گے خزاؤں سے پھر گلے مل کر
ہمارے آنے پہ موسم بہار ختم ہوا

اے زندگی پھر اشاروں میں بات مت کرنا
ترا مقام ، ترا اعتبار ختم ہوا

ہمیں یہ ضد ہے کہ تجھ سے کبھی نہ مانگیں گے
ترے وصال کا منظر، خمار ختم ہوا

حسیں رتوں میں مہکتی ہوئی بہاروں میں
بہار ہو نہ ہو جشنِ بہار ختم ہوا

تو اپنی ذات پی اتنا نہ مان کر وشمہؔ
تو مجھ کو چھوڑ نہ میرا بھی پیار ختم ہوا

دیکھے تھے تیرے اور ہی کچھ خواب آج کل
آنکھوں میں تو نے بھر دیا سیلاب آج کل

رہتی ہیں دن کے ماتھے پہ سورج کی شوخیاں
اور رات کو ستائے ہے مہتاب آج کل

مجھ کو غموں کی بھیڑ نے رست میں لے لیا
کھلتا نہیں ہے زندگی کا باب آج کل

پہلے ہی عاشقی کے کنارے سے دور ہوں
ہونے کو ناو ہے مری غرقاب آج کل

پہلے تو اس نے پیار سے دیکھا کبھی نہ تھا
کیوں میری طرح ہو رہا بیتاب آج کل

یہ رات ہے تو یاد کی پرچھائیاں بھی ہیں
آنکھوں میں تیرے پیار کا ہے خواب آج کل

رکھا ہے مجھ کو وشمہؔ جی ایسے نصیب نے
جیسے ہو کوئی مایۂ ء بے آب آج کل

ایک دریا وفا کا بہانے کے بعد
اک فسانہ نیا ہے فسانے کے بعد

اب مکمل ہی سمجھو کہانی مری
اور رکھا ہی کیا ہے سنانے کے بعد

داغ لگ جائے تو چھوڑتا ہی نہیں
پھر یہ مٹتا کہاں ہے مٹانے کے بعد

ریگِ صحرا میں درد و الم بڑھ گیا
ایک کاغذ کی ناؤ جلانے کے بعد

کیا سیاست ہے یہ آج کل چل رہی
پھر سے اٹھنا کسی کو گرانے کے بعد

مجھ کو پیارا لگے ہے مرا ہی جہاں
میرا خلوت کدہ ، آستانے کے بعد

لب پہ آتے تو ہیں زعفرانی حروف
آنکھ بھر آئے تو مسکرانے کے بعد

کس کے ہاتھوں میں وشمہؔ کھلونا بنی
کس نے چھوڑا ہے دل کو لگانے کے بعد

اب تو بدنام سیاست نہیں دیکھی جاتی
ہم سے ایسی یہ قیامت نہیں دیکھی جاتی

ملک و ملت کو نئی نسل سنوارے لیکن
خاندانی یہ وراثت نہیں دیکھی جاتی

زندگی تجھ کو بھی دستور بدلنا ہوگا
بھائی بھائی کی حکومت نہیں دیکھی جاتی

ہر کوئی اپنے ہی گھر سے جو ہوا ہے بے گھر
تخت لاہور کی ذلت نہیں دیکھی جاتی

کوئی افلاس کی خاطر بھی تو دھرنا دے دے
بھوکے بچوں کی یہ صورت نہیں دیکھی جاتی

آو مل جل کے محبت کو یہاں عام کریں
دل کی بستی میں کدورت نہیں دیکھی جاتی

وشمہؔ تعلیم کی خاطر بھی کوئی شعر کہو
ورنہ اس قدر جہالے نہیں دیکھی جاتی

کہتے ہیں وہ وفا کو نبھایا نہیں گیا
دل میں تو ایک دل کو بسایا نہیں گیا

ٹوٹا مرے یقین کا میرے ہی ہاتھ سے
اک آئینہ تھا وہ بھی بچایا نہیں گیا

برسا ہے درد اشک کی صورت زمین پر
دریا تو آنسوؤں کا بہایا نہیں گیا

حیوانیت زمین پہ جلوہ فروز ہے
انسانیت کو پھر بھی بلایا نہیں گیا

میرے طبیب! تجھ سے کروں دوستی میں کیا
اک پھول دل کا تجھ سے کھلایا نہیں گیا

جو بھول چکا پیار کے قول و قرار سب
وشمہؔ وہ بے وفا تو بھلایا نہیں گیا

غم ہی غم ہیں خرید کیسے ہوں
دل سے باتیں مزید کیسے ہوں

میرا رمضان و عید کیسے ہوں
دل کی خوشیاں کشید کیسے ہوں

ہم ہیں غازی تری محبت کے
تیری رہ میں شہید کیسے ہوں

آپ وعدہ وفا نہیں کرتے
آپ سے پر امید کیسے ہوں

ہم تو بھرتے ہیں زہر پی پی کر
زخم اپنے کرید کیسے ہوں

درد و غم سے جو آشنا ہی نہیں
وہ ہمارے مرید کیسے ہوں

کرب و غم میں چہار سو وشمہؔ
زندگی کی نوید کیسے ہوں

آؤ نا پھر کہکشاں پر پھول کھلتے دیکھ لو
دیدنی ہیں آسماں پر پھول کھلتے دیکھ لو

خوشبوؤں کے سنگ اڑتی پھر رہی ہیں تتلیاں
ہر قدم اس کارواں پر پھول کھلتے دیکھ لو

میرے ہونٹوں کے تبسم کی قسم آ کر ذرا
میرے دل کے آستاں پر پھول کھلتے دیکھ لو

میرے حصے میں غموں کی آہ ہے سنتی ہوں میں
تم تو شاخِ آشیاں پر پھول کھلتے دیکھ لو

یہ نہ دیکھو میں کہاں پر عشق میں زخمی ہوئی
آج زخموں کے نشاں پر پھول کھلتے دیکھ لو

دن گزرتا ہی نہیں جانِ وفا ، وشمہؔ صنم
تم بھی یادِ مہرباں پر پھول کھلتے دیکھ لو

کتنا بدلا ہے ایک رات میں تو
آ گیا ہے کسی کی بات میں تو

بس گیا ہے مری نگاہوں میں
دل قلندر کی بات بات میں تو

دل کی دھرتی پہ اور بھی اترے
صرف شامل ہے میری ذات میں تو

سامنے آ کے وار کرنا تھا
چھپ کے بیٹھا ہوا ہے گھات میں تو

تو بھی شامل تھا زخم دینے میں
میرا اپنا تھا کائنات میں تو

ایک دوجے کی جب ضرورت ہیں
پڑ گیا ہے تکلفات میں تو

ساری دنیا ہے میرا گھر لیکن
وشمہؔ شامل غمِ حیات میں تو

کبھی اترے گا وہ قسمت کے ستارے لے کر
وہ بھی زندہ ہے اگر خواب ہمارے لے کر

شاید اس طرح تری میری ملاقات رہے
تیری گلیوں میں میں پھرتی ہوں غبارے لے کر

کتنا محفوظ سمجھتا ہے مجھے لب دریا
مری آنکھوں میں وہ خوابوں کے سہارے لے کر

میں تو دریا ہوں کسی روز اتر جاؤں گی
وہ بھی آ جائے سمندر کے کنارے لے کر

کتنا بزدل ہے مرے سامنے آتا بھی نہیں
بھیک مانگے ہے محبت کے سہارے لے کر

میری آنکھوں میں جو رہنا ہے تو، تُو بھی پڑھ لے
میں تو بیٹھی ہوں محبت کے سپارے لے کر

وہ مرا ہے تو مجھے آ کے ملے گا وشمہؔ
میں نہ نکلوں گی یہ وحشت کے سہارے لے کر

زندگی کے غم کا درماں اور ہے
دل میں بھی اس بار طوفاں اور ہے

وہ بھی میری عید میں شامل نہیں
میری بھی یہ عید قرباں اور ہے

جب زمیں سے تازگی جاتی رہی
آسماں کا اب نگہباں اور ہے

جل رہے ہیں درد کے دل میں دیئے
اور چہرے پر چراغاں اور ہے

اس نے بھی بدلی وفاؤں کی ڈگر
میری چاہت کا بھی ایماں اور ہے

تیرے دل کی قید میں رہنا نہیں
اب مری دنیا کا زنداں اور ہے

آؤ وشمہؔ ہم بھی اپنی راہ لیں
اس کے دل کا آج مہماں اور ہے

بگڑے ہوئے حالات میں بے نام ونشاں ہوں
اپنے ہی مقدر کی بہاروں میں خزاں ہوں

نفرت کی نگاہوں سے مجھے تیر نہ مارو
الفت کی زمینوں پہ ابھی رقص کناں ہوں

تو وقت کی آنکھوں کا مری جان اجالا
''صبح کے بے فیض چراغوں کا دھواں ہوں''

چمکا ہے ہمیشہ ہی مری آنکھ کا شیشہ
میں وقت کی آنکھوں میں محبت کا نشاں ہوں

مل جائے گا اک روز ترا عشق جزیرہ
اس آس کی کشتی پہ ابھی تلک رواں ہوں

کیوں آنکھوں سے میری یہ اداسی نہیں جاتی
کیوں وقت کے دربار پہ میں نوحہ خواں ہوں

سہمے ہوئے منظر ہیں مری راہ میں وشمہؔ
حالات پہ شاہد میں ابھی بار گراں ہوں

پھر دل میں جو خوشیوں کا سماں ہو تو بتانا
اخلاص کا جذبہ یہ جواں ہو تو بتانا

دنیا میں محبت سے شناسائی مبارک
مجھ سا بھی کوئی شیریں بیاں ہو تو بتانا

تم میری وفاؤں کے طلبگار رہے ہو
پھر دل میں وہ چاہت کا گماں ہو تو بتانا

ان جھیل سی آنکھوں میں کبھی غور سے دیکھو
دریا کہیں ایسا بھی رواں ہو تو بتانا

جس پیڑ کی دیوار پہ لکھی تھی محبت
اس پیڑ کی چھاؤں میں خزاں ہو تو بتانا

بوسیدہ کتابوں میں یہ کیا ڈھونڈ رہا ہے
ان میں بھی کوئی میرا نشاں ہو تو بتانا

قندیلِ وفا بن کے سلگتی میں رہی ہوں
وشمہؔ تری آنکھوں میں دھواں ہو تو بتانا

دلربائی نہ دلبری سوچو
سوچنا ہے تو سرسری سوچو

لوگ کچھ بھی کریں رعونت سے
تم زمانے کی بہتری سوچو

بے مکانی کے دکھ یاد کرو
دربدر رہو کے بے گھری سوچو

وہ تو پہلی تری محبت تھی
یہ محبت ہے دوسری سوچو

آج کشمیر جل رہا ہے یہاں
کل کی مسجد وہ بابری سوچو

اپنا معیار سوچنا کیسا
وشمہؔ دنیا سے ہمسری

اب مری آنکھ نم رہے نہ رہے
تیری فرقت کا غم رہے نہ رہے

اب مجھے کچھ غرض نہیں پیارے
میرے سینے میں دم رہے نہ رہے

مرتو جانا ہے میں نے غربت میں
میرے پیالے میں سم رہے نہ رہے

ڈور الجھی ہے سانس و الفت کی
زیست میں زیر و بم رہے نہ رہے

مر گئے ہیں تمام تشنہ دہن
آج آنکھوں کا یم رہے نہ رہے

تیری حسرت میں قید ہیں وشمہؔ
اب کوئی خوف و رم رہے نہ رہے

تقاضا اور تھا دل کا مگر یاں ہے یہ تنہائی
تری محفل میں آئے ہم ، ملی ہم کو ہے رسوائی

نہیں تھا میری قسمت میں کسی کا ہم قدم رہنا
مری چاہت کے گلشن میں چلی ہے کیسی پروائی

گلہ کس سے کریں اے دل وفا کس سے نبھائیں ہم
مری دنیا کے لوگوں نے جفا کی طوق پہنائی

سنائی دے رہی ہیں پربتوں سے غم کی آوازیں
ترنم سے جو گائیں اب کہاں جھرنوں کی شنوائی

نظر آتا ہے ہر سو نور برفیلے پہاڑوں پر
یہ قدرت کی نشانی ہے ، خدا سے ہے شناسائی

نہ وہ راتیں نہ وہ باتیں نہ وہ قصّہ کہانی ہے
تمھاری یاد میں اب نیند بھی مجھ کو نہیں آئی

بہاریں یوں ہی مہکاتی رہیں اس کو سدا وشمہ
مگر افسوس گلشن میں نہیں میری پزیرائی

کیسی رت ہے یہ میری آنکھوں میں
زیست ڈھلتی رہی ہے باتوں میں

میں نے دیکھا ہے پیاس کا منظر
پیاسے دریا کی پیاسی آنکھوں میں

میرے دشمن کی اک کہانی ہے
پڑھ لو، پڑھنی ہے میری آنکھوں میں

تم بھی پیغام دو نہ خوشبو کو
لوٹ آئے وہ گھر کے پھولوں میں

وہ بھی دیتا رہا ہوا مجھ کو
میں بھی جلتی رہی چراغوں میں

مجھ کو سینے سے تم لگا لینا
جب بھی جھولوں میں تیری بانہوں میں

میری آنکھوں کی روشنی لے لو
مجھ کو بھر لو نہ تم نگاہوں میں

بے خودی میں دھمال ڈالی ہے
اب میں گرتی ہوں سانسوں میں

اُس بدگماں کو میں نے دیکھا ہے آزما کے
اب بھی ہیں میرے سر پہ الزام بے وفا کے

یہ پھول اور کلیاں، یہ نہریں ، یہ سمندر
بکھرے ہوئے ہیں ہر سو جلوے مرے خدا کے

مجھ پہ مرے خدا نے احسان یہ کیا ہے
عزّت ملی ہے مجھ کو شہرِ سخن میں آ کے

نظریں چرا کے تم نے سب کچھ بھلا دیا ہے
آئی تھی تجھ سے ملنے سب کشتیاں جلا کے

مانگا تھا میں نے رب سے اُس کو وہ جانتا ہے
رقصاں ہیں میرے لب پہ منظر ابھی دعا کے

میں کرچیاں سمیٹے بیٹھی رہوں گی کب تک
کب ختم ہوں گے موسم تجھ بن مری سزا کے

خوابوں میں میرے وشمہؔ مسند نشیں کبھی تھے
وہ لوگ میرے در سے گزرے ہیں سر جھکا کے

گاؤں سارا یہ اجنبی کے بغیر
کتنا تنہا ہے آدمی کے بغیر

اس کی یادیں تو رہ نہیں سکتیں
دل کے دفتر میں حاضری کے بغیر

اس نے مرنا تھا ایک دن لیکن
رہ بھی سکتا تھا خودکشی کے بغیر

زندگی ، زندگی نہیں رہتی
سب ہی کہتے ہیں دوستی کے بغیر

کتنا سونا ہے پیار کا گلشن
تیرے جلوے کی سرکشی کے بغیر

میرا دیوان نامکمل ہے
تیری ہستی پہ شاعری کے بغیر

کیسا دھڑکن کا ساز ہے وشمہؔ
دل بھی دھڑکے نہ عاشقی کے بغیر

کتنی الجھن میں ہیں پرائے لوگ
جانے کس کس جہاں سے آئے لوگ

حسرتوں کا نگار خانہ ہے
دکھ کی بستی میں مسکرائے لوگ

جب اندھیروں نے دی صدائے دل
دیئے پلکوں کے لے کے آئے لوگ

کیسے تدفین کر رہا ہے یہاں
جس نے ہاتھوں سے ہیں جلائے لوگ

غم کا سورج جلا رہا ہے مگر
لے کے پھرتے ہیں اپنے سائے لوگ

میری تحریک میں ہیں جلوہ فگن
ساری دنیا کے یہ ستائے لوگ

میری آنکھوں میں پیار دیکھا تو
وشمہؔ مشکل میں مسکرائے لوگ

اس کا کوئی نہیں ملال ہمیں
اجنبی کا رہا خیال ہمیں

جیسے جیسے اسے ملا رتبہ
ویسے ویسے رہا زوال ہمیں

چاند تاروں میں روشنی ہے مگر
تیری ملتی نہیں مثال ہمیں

پھر اکیلے ہیں ہم زمانے میں
پھر سے آ کر تو دیکھ بھال ہمیں

اُس کو دل میں مقیم ہم نے کیا
اُس کی یادوں نے مالا مال ہمیں

تیرے قدموں میں جان رکھ دی ہے
ہر اذیت سے اب نکال ہمیں

میری آنکھوں کی وشمہؔ لے کے سحر
شام بخشی ہے خوش جمال ہمیں

ہے عشق یہ کیا جانا مجھے بھی تو بتا کر
ہر کشتی یہ ہجرت کی چلے آو جلا کر

آنے لگیں پیچھے مرے کلیوں کی صدائیں
نکلی ہی تھی میں ہاتھ جو خوشبو سے ملا کر

اس گلشنِ دنیا میں شگفتہ نہ ہوا دل
ہو خاک سرِ راہ محبت میں دعا کر

لگتا ہے کہ لے جائے گی پھر درد نگر میں
یہ شام مجھے اپنے ہی سائے میں چھپا کر

اک عمر گزاری ہے تیرے ہجر میں تنہا
ہونٹوں کے کناروں پہ ترا نام سجا کر

شاخوں پہ تھا چاہت کے پرندوں کا ٹھکانہ
کیا تجھ کو ملا آج مرے دل سے اڑا کر

قندیل وفا بن کے سلگتی رہی وشمہؔ
اک شمع محبت تری راہوں میں جلا کر

آنکھوں سے مری آنسو ہر آن نکلتے ہیں
کیوں میری محبت کے ارمان نکلتے ہیں

جب شعروں کی مالا میں سوچوں سے پروتی ہوں
تب جا کے کہیں دل سے دیوان نکلتے ہیں

جب آئینے میں صورت دھندلی سی دکھائی دے
پھر دھول کی وادی سے انسان نکلتے ہیں

اس گھر میں جفاؤں کی بلاؤں کا جو ڈیرا ہے
چل پڑھتے ہوئے دل سے قرآن نکلتے ہیں

کوشش تو بہت کی ہے پھولوں سے سجاؤں میں
پر لے کے وہ خالی ہی گلدان نکلتے ہیں

وہ بھول چکا سب کچھ، پھر بھی یہ فریضہ ہے
ہاں، ملنے کے کچھ نہ کچھ امکان نکلتے ہیں

ہونٹوں پہ درودوں سے مسکان سجا وشمہؔ
جب ورد کریں اکثر شیطان نکلتے ہیں

سال بھر دوریوں میں گزرا ہے
وقت مجبوریوں میں گزرا ہے

ہم اسے چاہتے رہے دل سے
وہ جو مغروریوں سے گزرا ہے

ہم تو رسوا ہوئے مگر اس کا
وقت مشہوریوں میں گزرا ہے

عشق تو خود نما رہا لیکن
حُسن مہجوریوں میں گزرا ہے

وشمہؔ گزری قیامتوں سے مگر
وہ تو مسروریوں میں گزرا ہے

ذرہ ذرہ درد کی اک داستاں ہونے لگا
فاصلہ جب تیرے میرے درمیاں ہونے لگا

بڑھتے بڑھتے بڑھ گئے جب ضبط غم کے فاصلے
درد کا دریا بھی دل میں بیکراں ہونے لگا

پیار کی اس سر زمیں پر اس قدر ہیں حادثے
آدمی ہی آدمی سے بد گماں ہونے لگا

آنکھ سے اترا تو دیکھو اب زباں پر آگیا
درد کا منظر یہ دیکھو آسماں ہونے لگا

میرے قدموں میں بچھا کر زندگی کے حادثے
تیری خاطر کیوں زمانہ مہرباں ہونے لگا

کیسے اس کے زخم کا وشمہؔ مداوا میں بنوں
پیار کے وہ ذکر سے ہی بدگماں ہونے لگا

جس نے راتوں کو بھی دولت کے اجالے دیکھے
اُس نے کب میرے کبھی پاؤں کے چھالے دیکھے

آنکھ سے نکلے کوئی تیر تو دل تک پہنچے
دل سے نکلے تو مری ذات کے نالے دیکھے

آج بے رنگ سا پھرتا ہے زمانے میں کوئی
رنگ جس نے تھے محبت کے نرالے دیکھے

اُس نے پھر موت کی آنکھوں سے ملا لیں آنکھیں
بھوک میں جس نے بھی سانسوں کے نوالے دیکھے

پہلے ہجرت کی کڑی دھوپ میں جلنا سیکھا
تب غمِ یار کے ہونٹوں پہ ہیں تالے دیکھے

اُس نے سورج سے کیا وار تو میں نے وشمہؔ
اپنے پاؤں میں یہاں برف کے گالے دیکھے

سنبھلنے دے اے آسماں مجھے تغیرات میں
کہاں پہ لے کے آگئی خودی تصورات میں

وہی اداس روز و شب، وہی فسوں، وہی ہوا
امید وصل اشک بن کے ہر گھڑی ہے ساتھ میں

وہ چھوٹی چھوٹی رنجشوں کا لطف بھی چلا گیا
تلاش میں سحر کے ہوں سدا سیاہ رات میں

جدائیوں کے زخم دردِ زندگی نے بھر دیئے
کہ رسمی رابطہ رہا ہے چند واقعات میں

ترے وصال کا زمانہ یاد آیا بارہا
مخل ہوئے نہ آکے تم فراق کے ثبات میں

گئے دنوں کی لاش پر پڑے رہو گے کب تلک
میں خوش تمہاری جیت میں، میں شاد اپنی مات میں

یہ کس خوشی کے موقعے پر غموں کی نیند آ گئی
خوشی کا چاند شام ہی سے جھلملا یا رات میں

بڑے نصیب والے ہو کہ وہ تمہاری ہو گئی
کبھی نہ اپنے آپ کی ہو وشمہؔ کائنات میں

تمت بالخیر